الہلال یا البلاغ میں ایک طویل مضمون لکھا تھا، جس میں قرآن مجید کی آیات کو پیش نظر رکھکران دونوں متقابل کے گروہوں کے خصائص اور اوصاف امتیازی دکھلائے تھے، الہلال بک ایجنسی لاہور نے اس مضمون کو ایک رسالہ کی صورت میں شایع کیا ہی، اچھا ہوتا اگر اسی کے ساتھ علامہ ابن تیمیہ کا رسالہ الفرق بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان بھی ترجمہ کر کے شامل کر دیا جاتا، تاکہ بحث زیادہ مستوعب ہو کر اردو دان ناظرین کے سامنے آجاتی، صفحات ۴۰، تقطیع خورد، قیمت ۴ر، پتہ: الہلال بک ایجنسی، حلقہ نمبر ۲۴، شیرانوالہ گیٹ لاہور،

کلید مراد، قرآن مجید اور احادیث کی بعض مختصر دعاؤں کا مجموعہ ہی، ساتھ ساتھ ترجمہ بھی درج ہی، آخر میں جامع جناب مولوی سید حسن مرتضی صاحب شفق عمادپوری نے اپنا منظوم شجرۂ بیعت لکھا ہی، لکھائی چھپائی اچھی ۴۹ صفحات، قیمت ۸ر، پتہ: خواجہ ڈپو نظامیہ دار الاشاعۃ، دہلی،

تبلیغ، ایک نیا ماہوار علمی رسالہ لاہور سے نکلنا شروع ہوا ہی، جس میں ممالک اسلامی پر مختلف النوع مضامین، عیسائی مشنریوں کی کوششوں سے باخبر اور مسلمانوں میں تبلیغی ذوق پیدا کرنے والے مقالات اور شذرات ہوتے ہیں، اب تک اس کے تین نمبر ہماری نظر سے گذر چکے ہیں، اور ہم کو اس کے اظہار میں خوشی ہی کہ رسالہ اپنے مقصد میں کامیاب ہی، مضامین کے انتخاب کے لئے ہم مشورہ دینگے، کہ اسلامک ورلڈ انگریزی اور فرنچ رسالہ دنیائے اسلام کو بھی سامنے رکھا جائے، لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ، ضخامت،

قیمت سالانہ للعہ پتہ لاہور

ندیم، اس نام کا بھوپال سے ایک ماہوار ادبی رسالہ مولوی سعید صاحب رزمی کے زیر ادارت شایع ہونا شروع ہوا ہی، دو تین نمبر نکل چکے ہیں، بھوپال سے اس رسالہ کا اس حد تک کامیاب ہونا بھی غنیمت ہی، لکھائی چھپائی اچھی، قیمت سالانہ للعہ پتہ: منیجر ندیم، بھوپال

الکمال، ایک نیا اردو روزانہ اخبار کلکتہ سے مولوی نذیر احمد صاحب سابق اڈیٹر مساوات کی اڈیٹری میں جاذب مضمون پر نکلا ہی، کلکتہ کی آب و ہوا میں کاش اس کے زندہ رہنے کی قدرت ہو، قیمت عہ سالانہ، پتہ: نمبر ۱۰ جیت پور روڈ کلکتہ

مجلد یازدہم	ماہ رجب سنہ ۱۳۴۱ھ مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء	عدد سوم

مضامین

شذرات

گذشتہ مہیب جہان سوز جنگ مین ہم سے کہا گیا تھا کہ یہ دنیا کی آخری خونی جنگ ہی، آیندہ آدمی کے
بیٹیون کا خون جنگ کی دیوی پر بھینٹ نہین چڑھایا جائیگا، لیکن قول و عمل مین کسقدر بعد عظیم ہے! برطانی رائل
کمیشن نے ذیل کے حربی یعنی انسان کش ایجادات پر جو فیاضانہ انعامات تقسیم کیے ہین، وہ گذشتہ بلند آہنگانہ
دعوی کی علانیہ تکذیب ہی،

انعام متعلق تحت البحر	۲۷۰۰۰ پونڈ
" لایم پرگنمٹ	۱۲۵۰۰ پونڈ
" " بم	۲۵۰۰ پونڈ
" " بڑے بم	۲۷۰۰۰ پونڈ
" دو اور چار انجن کے طیارے	۳۰۰۰۰ پونڈ
" ہوائی جہاز	۴۸۰۰۰ پونڈ
" رات کے اوڑنے والے جہاز	۵۰۰۰ پونڈ

مغربی تمدن کے ثناخوانون نے ہندوستان اور افریقہ کی وحشی نیم برہنہ آبادی پر نفرت، اور حقارت کی نظر ڈالی [illegible]
حالانکہ یہ محض غربت، افلاس اور جہالت کا نتیجہ ہی لیکن کیا یورپ کے متمدن، دولتمند، دانائے روزگار نیم برہنہ
انسانون پر بھی اون کی کبھی نظر پڑی ہی، جو محض تمدن، دولت، اور تعیش کے نشہ سے سرشار ہو کر جامۂ انسانیت سے

باہر ہین، غور کرو کہ ہندوستان و افریقہ کی ایک وحشی عورت اور لندن و پیرس کی ایک متمدن خاتون کے
لباس برہنگی مین کیا فرق ہی؟ صرف یہ کہ ایک افلاس اور جہالت کا نتیجہ، اور دوسرا دولت اور تمدن کا!

جنگ عظیم نے یورپ کی عورتون کو مرد بننے پر مجبور کیا اس سے اور بھی زیادہ بعض عیوب مین ترقی ہوگئی ہے
اب یورپ جب اپنے گذشتہ کابوسی دورہ سے نجات پانے کے لیے تڑپ رہا ہے تو اوس کو اپنی ڈراونی شکلین نظر
آتی ہین، منجملہ اوس کے ایک لباس برہنگی ہے، چنانچہ اصلاح لباس کے لیے وہان ایک عام تحریک پیدا ہوگئی ہی
وہان کلبون اور لہو ولعب کی انجمنون نے اعلان کیا ہی کہ آیندہ جو لڑکیان کھیلون مین شرکت کرین اون کو ایسا
لباس اختیار کرنا چاہیئے جس سے اونکا جسم مستور رہے،

ہندوستان مین عیسائیون کی تعداد روز افزون ترقی پر ہے، دس سال کے عرصہ مین ۳۰ لاکھ چھتیس ہزار
سے سینتالیس لاکھ ۶۰ ہزار ہوگئی، گویا نصف کرور کی تعداد تین سو برس کے اندر اونھون نے ہندوستان مین
حاصل کرلی، ہندوستان کے ہندو اور مسلمان دونون سن لین کہ ابھی تو ہندوستان کی تقسیم حقوق مین تنصیف یعنی
آدھا ہندو آدھا مسلمان کا سوال ہی، لیکن اگر یہی لیل و نہار ہی تو تنصیف کی جگہ **تثلیث** لے لیگی یعنی ہندوستان
کے ہندو، مسلمان اور عیسائی تین حصے کرنے پڑینگے، آریہ سماج مبلغین کے لیے غریب نو مسلمون کی طرف توجہ کرنے
سے بہتر ان نو عیسائیون کی طرف توجہ کرنا تھا، جو اون کی قوم سے ہر روز نکل کر سینکڑون کی تعداد مین دوسری
قوم مین داخل ہو رہے ہین، نو مسلمون کی داستان تو غریب عالمگیر کے عہد کی پرانی ہوگئی ہے، اِس پیش نظر عالمگیری
عہد کی طرف اون کی توجہ کیون ملتفت نہین ہوتی،

ڈاکٹر ولیم ٹی ہارنڈے نے جو نیویارک کے زندہ عجائب خانہ کے مشہور ڈائرکٹر ہین حال ہی مین ایک

ایک کتاب جانورون کے اخلاقی و معاشرتی حالات کے متعلق لکھی ہے، اس مین اونھون نے بتایا ہی کہ خونخوار جانور اخلاقی و معاشرتی حیثیت سے انسان سے بدرجہا بہتر ہین، ان خونخوار جانورون مین صرف بھیڑیا اپنے ہمجنس پر حملہ کرتا ہے لیکن انسان، ایک دوسرے کو پھاڑ کھانے کو تیار، ان مین بچون یا بڈھون کو مارنے کا رواج نہین، لیکن آدمی یہ سب کچھ کرتا ہے، یہ جانور آپس مین کبھی بھی نہین لڑتے، مگر اشرف المخلوقات کا آجکل مقصد زندگی یہی ہے، ان مین اخلاقی کمزوری نام کو نہین، لیکن بنی نوع انسان کے اندر یہی حالات جانسوز ہین،

ہندوستان کے اون منتخب لوگون مین جن کو قلمی اور نادر کتابون کا شوق بلکہ عشق ہے جناب حکیم محمد اجمل خان صاحب کا بھی نام شامل ہے، رامپور کے نادر علمی خزانہ کی تنظیم اور ترتیب جناب موصوف ہی کے شوق علم کی ممنون ہے، وہ خود بھی اپنی ذاتی ملکیت مین نوادر کتب کا بڑا ذخیرہ رکھتے ہین، جس مین طب کے علاوہ اور بعض علوم کی بھی اچھی کتابین ہین، ابھی اوائل فروری مین جمعیۃ العلماء کی تقریب سے دلی جانا ہوا تو موصوف نے اپنے کتبخانہ کے بعض عجائبات دکھائے، صحیح بخاری کا بخط عرب عمدہ نسخہ نظر آیا جو امرائے یمن کے کتبخانہ کا تھا، اور جس پر مجد الدین فیروزآبادی صاحب قاموس کے ہاتھ کے دستخط ہین،

سب سے نادر تر جو چیز ہے، وہ مرحوم نظامیہ بغداد کی ایک علمی یادگار ہے، نظامیہ کا کتبخانہ خلفاء عباسیہ اور سلاطین سلجوقیہ کے شاہانہ عطیون کا گنجینہ تھا، جو کہتے ہین کہ کچھ تو حملۂ تاتار مین نہر دجلہ کے نذر ہوا، اور باقی محقق طوسی کی مونت تاتارستان کو منتقل ہو گیا، حکیم صاحب کے ہان ہندسہ، مناظر و مرایا، اور دیگر فروع ریاضیہ کا ایک ضخیم مجموعہ ہی، جو محمد بن موسیٰ (خوارزمی) مدون جبر و مقابلہ، ثابت بن قرہ مترجم کتب یونانی اور محمد بن ہیثم بانی فن مناظر و مرایا وغیرہ جیسے اکابر روزگار کی تصنیفات و رسائل پر مشتمل ہی، اور اون کا کاتب و جامع غالباً اس عہد کا کوئی شائق طالب علم ہے ۵۷۶ھ مین وہ ان رسالون کو جمع کرتا ہی، لیکن کہان بیٹھکر، مدرسۂ نظامیۂ بغداد، اور نظامیہ موصل، نظامیہ حلہ وغیرہ مین، ہر رسالہ کے خاتمہ پر مقام کتابت کا وہ ذکر کرتا ہے، اور اس طرح یہ نادر مجموعہ نظامیہ یونیورسٹی کے پورے سلسلہ کی ایک زندہ یادگار ہے، اور طلبائے نظامیہ کے علمی ذوق و شوق کی پوری تصویر ہی، اور پھر یہ خرمن کن کن مدرسون مین پھر پھر کر ایک طالب علم نے جمع کیا ہی،

ہیچ گہ ذوق طلب از جستجو بازم نداشت

دانہ می چیدم من آن روزے کہ خرمن داشتم

مولوی ابوبکر صاحب جونپوری کے کتبخانہ کا اس سے پہلے ذکر آچکا ہی، چند مہینے ہوئے کہ اس کتبخانہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوا، حسب ذیل کتابین اس مین اچھی نظر آئین،

۱- اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر، قاضی شوکانی، یہ کتابون کی سندون کا مجموعہ ہی، مولوی ابوالفضل عبدالحق صاحب مرحوم بنارسی نے یمن جاکر قاضی شوکانی سے تلمذ حاصل کیا تھا، اور وہی اس تحفہ کو ہندوستان لائے، ۱۲۳۲ھ کا یہ واقعہ ہے، جو کتاب کی تحریر کی تاریخ ہے،

۲- اعلام السنن امام خطابی، بخط عرب، جزو اول،

۳- مشارق الانوار، قاضی عیاض، حدیث کے لغات و انساب اور اسمائے بلاد کی تحقیق مین بیش بہا تصنیف ہی،

۴- شرح قصیدۂ نشوان بن سعید حمیری، یہ یمن کی تاریخ ہی جو زمانۂ قدیم سے لیکر ائمۂ زیدیہ تک کے احوال پر مشتمل ہی، اس کا ایک نسخہ کتبخانۂ مشرقیہ پٹنہ مین بھی نظر سے گذرا ہی، جونپور کا نسخہ ۹۹۹ھ کا لکھا ہی اور شاہان یمن کے کتبخانہ کا ہے،

۵- حاشیۂ میرزا شروانی بر شرح عقائد، عمدہ نسخہ

لیکن ان سب سے زیادہ، جو چیز ہمین تعجب انگیز نظر آئی، وہ **اختیار** نام فقہ حنفی کی ایک فارسی کتاب ہے، غدر سے پہلے کمپنی کے عہد مین جب شاہ ہندوستان کے نام دلی کے ٹوٹے ہوئے تخت پر شاہجہان اور عالمگیر کا ایک سایہ شاہ عالم اور بہادر شاہ وغیرہ نامون سے قائم تھا، ہندوستان کی عدالتون مین شرع محمدی کا نام بھی قایم تھا، اور عمومًا فیصلے انگریزون کی نگرانی مین اسلامی قانون کے مطابق ہوتے تھے، یہ انگریز فارسی جانتے تھے اور کسی نہ کسی عالم کو اپنا مشیر رکھتے تھے، جو اون کو فقہ کے مسائل بتاتا اور فقہی کتابون کے مطالب سمجھاتا تھا، اختیار کا یہ نسخہ اسی عہد کی ایک داستان ہے، محمد آباد و بنارس کی عدالت مین مولوی سلامت علی خان مخاطب بہ صداقت خان، الحکام شرعیہ کی تحریر پر مامور تھے اور نواب معین الملک اقتدار الدولہ مسٹر جان نیف بہادر صلابت جنگ" حاکم عدل تھے، مولوی صاحب نے مسٹر موصوف کی سہولت کے لیے فارسی مین فقہ حنفی کی یہ کتاب تالیف کی، تاکہ صاحب موصوف کو مقدمات کے فیصلہ مین آسانی ہو، یہ کتاب تعزیرات، حدود، قصاص کے ۲۰۰ مسائل پر مشتمل ہے، ہر صفحہ پر دو کالم ہین، ایک کالم مین مسئلہ کی صورت لکھی ہے، اور دوسرے کالم مین کتب فقہ کے حوالون سے اوس کے جوابات لکھے ہین، ۱۲۱۲ھ اس کتاب کی تالیف کی تاریخ ہے، اور مؤلف نے اس کو لکھکر "امیر اعظم، حامی علمائے دین مسٹر جان ڈین" کے نذر کیا،

کتاب کے خطبہ کی اصل عبارت یہ ہے،

"سلامت علی خان معروف صداقت خان در بلدۂ محمد آباد بنارس کہ در عدالت مرافعۂ ثانی بتحریر احکام شرعیہ بحضور نواب مستغنی عن الالقاب، حاتم دوران، فلاطون زمان، معین الملک اقتدار الدولہ مسٹر جان نیف بہادر صلابت جنگ مامور بود، بنا بر سہولت امر، مسائل چند از باب حدود و قصاص کہ اکثر محتاج الیہ یافتہ، بزبان فارسی ترتیب داد، در ۱۲۱۲ھ آغاز تالیف نمود، و بہ بارگاہ توقیر دان نگہ نصفت و عدالت و فرمانروائے کشور امارت، امیر اعظم، زبدۂ ارباب ہمم، حامی علمائے دین، مسٹر جان ڈین"،

ہمین یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ نواب وقار الملک مرحوم کی لائف کا جو بہت بڑا مواد جناب منشی محمد امین صاحب مہتمم تاریخ بھوپال نے سالہا سال کی محنت مین جمع کیا تھا، اونھون نے وہ تمامتر امانت ایجوکیشنل کانفرنس کے صیغۂ تالیف کے سپرد کردی ہے، اور اس طرح یقین ہے کہ **وقار حیات** پہلے سے زیادہ مکمل صورت مین ظاہر ہوگی،

"دنیائے اسلام کے ذہنی انقلاب" کی نئی نظیرین ہمیشہ سامنے آتی رہتی ہین، **بخارا اور ترکستان** کے چند طالب علم علوم جدیدہ کی تحصیل کے لیے برلن گئے ہین، مصر مین علوم دینیہ کی بطرز جدید درسگاہ، قاہرہ مین دار العلوم تھا، اب زقازیق مین ایک بڑا دینی مدرسہ قایم ہوا ہے جس کے افتتاح مین علمائے ازہر اور ارکان حکومت سب شریک تھے، دار العلوم کے طلبہ آجکل اس کوشش مین سرگرم ہین کہ نئی آزاد حکومت مین انکا رتبہ کیا ہوگا؟ اور اون کے امتیازات کیا ہونگے؟

اسی سلسلہ مین ہم کو اہل ہند کے کانون تک ایک اور خبر پہنچانی ہے، ہندوستان کے علوم جدیدہ کے شائق جس طرح برطانیہ سے **جرمنی** کا رخ کر رہے ہین، اسی طرح علوم عربیہ کے مشتاق مصر جا رہے ہین، کئی طلبہ جا چکے ہین، اور کئی جانے کے لیے تیار بیٹھے ہین، جو طلبہ مصر جا چکے ہین خوشی کی بات ہے کہ وہان ہندوستان کا وقار قایم کر رہے ہین، ابھی ہمکو اسی فروری مین مصر سے ایک ہندی صاحب کا خط موصول ہوا ہے، جس مین اونھون نے مولوی ظہیر الدین حیدرآبادی کا ایک عربی قصیدہ بھیجا ہے، جس کو اونھون نے اپنے ایک اُستاد شیخ ذکی محمد مہندس کے مفتش عام (انسپکٹر جنرل) مقرر ہونے پر تہنیت مین لکھا ہے، دار العلوم قاہرہ کے اساتذہ کو طلبہ کے ایک جلسہ مین جب اوس کو ظہیر الدین صاحب نے پڑھا تو حاضرین نے بڑی داد دی اور ایک ہندی نژاد کے اس مہارت عربی پر بہت تعجب ہوا، ہمارے نزدیک یہ ایک معمولی واقعہ ہے کہ ابھی تک

اہل مصر کے سامنے اہل ہند کی عربیت کی مثالین بہت کم ہین، المنار مین ہم دیکھا کرتے ہین کہ وہ علمائے ہند کے فتاوی اور عربیت پر کبھی طنز سے نہین چوکتا،

ابھی چند ہی مہینون کا واقعہ ہو کہ بمبئی کے چند مولویون نے اسپرٹ جس سے لکڑیون اور عمارتون پر نقش و نگار بنانے مین کام لیا جاتا ہو اوس کی نجاست اور مسجدون مین اوس کے عدم جواز استعمال کا فتوی دیا، اور اسی پر بس نہ کیا، بلکہ عربی مین اوس فتوی کو لکھکر، مصر مین سید رشید رضا صاحب اڈیٹر المنار کے پاس تبادلۂ خیال کے لیے بھیجا، سید موصوف نے المنار مین اوس فتوی کی خوب دھجیان اوڑائین اور علمائے ہند کی عقل و خرد کا اوس کو معیار بنایا، اور اس لہجہ مین لکھا کہ بیچارے ہندوستان کے علما فہم و اجتہاد مین حد درجہ ناکارہ اور پست ہین، حالانکہ آج سے ۱۰ برس پہلے الندوہ کے ایک ضمنی مضمون مین شراب کے عدم نجاست پر راقم نے کچھ لکھا ہے، اور اسپرٹ تو شراب بھی نہین یعنی مسکر نہین، بلکہ از قسم تمیات ہے، قرآن مین شراب اور قمار کے متعلق ایک ساتھ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ کا لفظ ہی جو ظاہر ہے کہ معنی مجاز مین ہی حقیقت مین نہین، ورنہ جوا کھیل کر بھی ہاتھ دھونے پڑینگے، آغاز اسلام مین شراب مدتون تک استعمال مین رہی اور ۳ھ مین حرام ہوئی، مگر احادیث مین کہین مذکور نہین کہ اوس کے چھو لینے سے یا لگ جانے سے دھونے کا حکم دیا گیا ہے، جیسیون جانور حرام ہین، مگر وہ نجس نہین، اور نہ اون کے چھونے سے ہاتھ دھونا لازم آتا ہے، فلیتدبر.

مقالات

عیسائیت کی اشاعت

(۲)

عیسائی مذہب بھی ابتدا مین اسلام ہی کی طرح، ایک مظلوم مذہب تھا اور مسلمانون کی طرح شروع شروع مین عیسائی بھی اپنے مذہبی فرائض خفیہ طور پر ادا کرتے تھے اسلام کے تمام مصائب کا خاتمہ صرف چند سالون مین ہوگیا لیکن عیسائی مذہب پر تقریباً تین صدیان اسی مظلومیت کی حالت مین گذر گئین کہ ۳۲۴ سنہ عیسوی مین شاہ قسطنطین اول نے عیسائی مذہب قبول کیا اور اس مذہب کے قبول کرنے کے بعد اس نے ایک عام فرمان کے ذریعہ سے تمام رومانی ممالک مین مذہبی آزادی کا اعلان کیا، جس کا اصلی مقصد عیسائیون کو قدیم مظالم سے نجات دلانا اور عیسائیت کی اشاعت کے لئے زمین کو ہموار کرنا تھا، غرض ملکی اقتدار کی آمیزش کے ساتھ اس نے اس ذریعہ سے عیسائیون کی حمایت کی، اور بیت المقدس سے یہودیون کو جلاوطن کرکے پادریون کو اس کا متولی بنایا، اب عیسائی مذہب نے بھی قوت حاصل کرنا شروع کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیون نے گرجے تعمیر کئے، اور بلاخوف و خطر علانیہ اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے لگے،

قسطنطین کے عہد حکومت تک یہی حال رہا اس کے بعد جو رومن فرمانروا ہوئے ان مین بعض عیسائیون کی حمایت مین بت پرستون پر آفت ڈھاتے تھے، اور بعض بت پرستون کے طرفدار ہوکر مسلمانون پر مظالم کرتے تھے، لیکن ان کے بعد جب ۳۶۳ء سے شاہ یوفیانوس کا دور حکومت شروع ہوا تو اس نے قسطنطین کی تقلید کی اور عیسائیون کی حمایت مین اسی کے نقش قدم پر چلا، چنانچہ اب تک جو یورپین ممالک رومن سلطنت کے زیر اثر نہ تھے اس نے اون کے

خلاف ایک عام صلیبی جنگ کا اعلان کیا، اس بنا پر اس کے عہد مین عیسائی مذہب کے قالب مین ایک جان تازہ آگئی، اور عیسائیون کو غیر معمولی عظمت حاصل ہوگئی، تاہم اب تک تمام رومن سلطنت مین عام طور پر عیسائی مذہب کی اشاعت نہین ہوئی تھی، لیکن جب چوتھی صدی کے آخری حصہ مین شاہ تھیوڈ ورس کا زمانہ آیا تو اس نے عیسائیت کی حمایت مین ایک ایسی عجیب وغریب روش اختیار کی جس سے تمام مذاہب کی تاریخ خالی ہے یعنی اس نے تمام رومن ممالک مثلاً آفریقہ، فرانس، برطانیہ، اٹلی، ٹرکی، مصر اور ایشیائی صوبون مین ایرانی سرحد تک ایک عام حکم جاری کیا کہ جن لوگون نے اب تک عیسائی مذہب قبول نہین کیا ہے وہ جبرًا عیسائی بنائے جائین، اور جو لوگ اس حکم کی تعمیل نہ کرین وہ تہ تیغ کر دیے جائین، اور عیسائی مذہب کی عبادت گاہون کے سوا تمام معابد وہیاکل منہدم کر دیے جائین، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام رومن ممالک مین جن مین مصر[1] بھی شامل تھا لوگ مویشیون کی طرح ذبح کیے گئے، اسکندریہ کا ہیکل بھی اسی زمانہ مین نذر آتش ہوا اور کتب خانہ اسکندریہ[2] جس کے جلانے کا الزام حضرت عمرو بن العاص پر لگایا جاتا ہے، اسی ہیکل کے ساتھ جل کر خاک سیاہ ہوا، اسی زمانے سے تمام رومن ممالک مین عیسائی مذہب کی عام اشاعت ہوئی، اور اس کے بعد بھی پادریون کے ہاتھ مین کئی صدی تک جو سیاسی قوت رہی اس نے تلوار کے ذریعہ سے عیسائی مذہب کی حمایت کی، چنانچہ اس مدت مین جن عیسائی بادشاہون نے عیسائی مذہب کی حمایت مین تلوار اٹھائی ہے اگر ہم ان کی فہرست مرتب کرنا چاہین تو ہم کو اپنے اصلی موضوع کو چھوڑ کر ایک جدید تاریخ مرتب کرنا پڑیگی تاہم یورپ مین سنہ ۱۷۸۹ء یعنی شورش فرانس سے پہلے کا جو زمانہ ہے وہ تمامتر اسی قسم کے مذہبی جبر واستبداد کی مثالون سے لبریز ہے،

عیسائی مذہب کی یہ جبریہ اشاعت ایک ایسی بدیہی چیز ہے کہ تمام یورپین تاریخین بھی اس

[1] تاریخ مصر جدید لجرجی زیدان، [2] خلاصہ تاریخ عرب موسیو سیدیو،

سے لبریز ہین، اگر صرف تبلیغ وہدایت سے عیسائی مذہب نے کام لیا ہوتا تو آج اس کے پیرون کی تعداد سے دنیا بھر جاتی، مثلاً جب سے عیسائی مذہب کی تبلیغ ودعوت کا سلسلہ شروع ہوا ہے، صرف چار ابتدائی صدیون مین تین سو ملین اشخاص نے اس مذہب کو قبول کیا، لیکن اس وقت سے آج تک عیسائی مذہب کی دعوت کا یہ سلسلہ متصلاً جاری ہے، دو صدیون سے اس مذہب کی تبلیغ واشاعت کے ذرائع بھی غیر معمولی حد تک وسیع ہوگئے ہین، عام لوگون سے میل جول مین بھی بہت سی آسانیان پیدا ہوگئی ہین، یورپین نوآبادیان بھی دنیا کے ہر حصے مین نہایت کثرت سے قائم ہین، اور ریل اور جہاز کے ذریعہ سے ایک عیسائی مبلغ حکومت کی تائید وحمایت کے ساتھ تمام دنیا مین اس مذہب کو آزادانہ پھیلا سکتا ہے، اس لئے اگر صرف تبلیغ ودعوت کے ذریعہ سے اس مذہب کی اشاعت ہوئی ہوتی تو چار صدیون کی نسبت سے آج زمین کے چپہ چپہ پر عیسائی ہی عیسائی نظر آتے حالانکہ ان دونون صدیون مین عیسائیت صرف افریقہ کی بعض نوآبادیون، اور جزائر محیط کی بربر قومون مین پھیلی ہے، اور اس مین بھی بہت کچھ قوت سے کام لیا گیا ہے، چنانچہ سنہ ۱۸۹۲ء مین اوگنڈا مین جو خونریزی اس مذہب کی تبلیغ کے سلسلے مین ہوئی ہے، اس کی خبر اس زمانے کے اخبارات کے ذریعہ سے تمام دنیا مین پھیل چکی ہے، اس کے علاوہ تمام مشرقی ممالک مین عیسائی مبلغین پھیلے ہوئے ہین، قوت اور مال دونون کی حمایت ان کے ساتھ ہے، اور ترغیب کے غیر محدود ذرائع ان کے ہاتھ مین ہین، لیکن بایں ہمہ ان کی کوششین اب تک بہت کم بارآور ہوئی ہین،

اس[1] سلسلے مین اندلس کی تاریخ بھی نہایت عبرت انگیز ہے اہل عرب نے جب اندلس پر قبضہ کیا تو وہان کے اصلی باشندون کو اسلام لانے پر بالکل مجبور نہین کیا بلکہ نہایت بے توجہی

[1] ماخوذ از مجلۃ مجمع العلمی العربی دمشق جلد ۲ نمبر ۱

کے ساتھ ان کو مذہبی آزادی عطا کی، اس لئے اس دور مین اسپین کے جو لوگ اسلام لائے اس مین جبر و تشدد کا شائبہ تک شامل نہ تھا،

مسلمانون نے عیسائی مذہب کی اشاعت مین بھی کوئی روک ٹوک نہین کی، البتہ جو عیسائی مبلغین حد سے تجاوز ہو کر مساجد و جوامع کے دروازون پر کھڑے ہو کر لوگون کو عیسائی مذہب کی دعوت دیتے تھے ان کو اس غیر معتدل طریقہ سے روک دیا، مسلمانون نے عیسائیون پر معمولی جزیہ تو لگا دیا، لیکن اس کے سوا ان کے مال و جائداد سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا، بلکہ تمام معاملات مین ان کو مسلمانون کے برابر حقوق عطا کئے، لیکن اسپین کے عیسائیون نے مسلمانون کو اسکا جو صلہ دیا اس کی نسبت شاہد العیان مین لکھا ہے، کہ ۸۹۲ھ مین جب شاہ اندلس نے شہر بلش پر قبضہ کیا اور بلش کے آس پاس کے گانؤن جبل منتیمس کے دیہات اور قمارش کا قلعہ اس کے زیر نگین ہو گیا تو اہل بلش امان لیکر اپنے شہر سے نکلے، اپنے مال و اسباب کو ساتھ لیا اور بعض ارض عدوۃ مین چلے آئے، بعض انھین دیہاتون مین رہ گئے، اور بعض مسلمانان اندلس کی بچی کھچی آبادی مین جا کر آباد ہو گئے،

ان فاتحین نے جب شہر مالقہ، بلش اور اندلس کے مغربی حصون پر قبضہ کیا تو ان اطراف مین مسلمانون کا کہین ٹھکانا نہین رہا، شاہ اندلس مسلمانون کی جنگ مین اکثر مرتدین اور منافقین سے اعانت لیتا تھا، اور جن شہرون اور دیہاتون کو فتح کرتا تھا ان کو ڈھا کر ان کے کھنڈر پر چار دیواریان تیار کراتا تھا، چنانچہ غرناطہ مین اس نے ایسا ہی کیا تھا، جن مسلمانون نے غرناطہ مین رہنا پسند کیا، انھون نے اس بادشاہ سے یہ شرط کر لی کہ یہ لوگ صرف زکوٰۃ اور عشر کے بجائے ایک رقم بطور تاوان کے ادا کرینگے، اس کے علاوہ ان کی ذات، ان کی عورتین، ان کے بچے، ان کے مویشی ان کے مکانات، ان کے باغات ان کے کھیت وغیرہ محفوظ رہینگے، لیکن جن لوگون نے وہان

قیام کرنا پسند نہین کیا انھون نے یہ شرط کی کہ وہ اپنے سرمایہ کو عیسائی یا مسلمان جس کے ہاتھ جس قیمت پر چاہینگے فروخت کر سکینگے، اور اس مین ان کو کسی قسم کا نقصان اٹھانا نہ پڑیگا، اور جو لوگ مغرب کی سرزمین مین نکل کر آباد ہونا چاہتے تھے ان کے لئے یہ شرط تھی کہ وہ اپنے سرمایہ کو فروخت کر ڈالینگے، اور بغیر کرایہ کے اپنے اسباب کو لاد کر مسلمانون کے جس ملک مین چاہینگے جا کر آباد ہو جائینگے اور تین سال تک ان کو اس کے عوض مین کچھ دینا نہ پڑیگا، غرض یہ شرطین قرار پاگئین اور شاہ اندلس نے اس پر ایک تحریر لکھدی، اس کے بعد غرناطہ کی طرح مسلمانون نے شہر حمرا کو بھی خالی کر دیا، اور جب اہل بشرہ کو یہ معلوم ہوا کہ غرناطہ کے لوگ عیسائیون کی ذمہ و حفاظت مین آگئے تو انھون نے شاہ روم سے بیعت کر لی، اور اس طرح اندلس مین مسلمانون کا خاتمہ ہو گیا،

شاہ اندلس نے حسب شرائط مسلمانون کو یہ اجازت دی تھی کہ جو لوگ یہان سے نکل کر جانا چاہینگے وہ اپنے مال جائداد، اور مکانات کو فروخت کر سکینگے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان بڑے بڑے وسیع مکانات کو نہایت کم قیمت پر فروخت کر ڈالتے تھے اور اپنے باغ، کھیت، اور انگور وغیرہ کو منافق مسلمانون اور عیسائیون کے ہاتھ نہایت معمولی قیمت پر بیچ ڈالتے تھے، چنانچہ بہت سے مسلمانون نے جن کو عیسائیون کے بادشاہ سے نظر لطف و کرم کی توقع تھی نہایت سستی جائدادین اور نہایت سستے اسباب خرید لئے، اور اندلس ہی مین قیام کیا،

لیکن چند ہی دنون کے بعد شاہ اسپین نے یہ تمام شرائط توڑ دئے، اور مسلمانون پر ٹکس اور محصول لگانا شروع کیا، ان کو مالی حیثیت سے زیر بار کر دیا، ان کی اذان بند کر دی، اور غرناطہ سے نکل کر ان کو دیہاتون اور ویرانون مین جا کر آباد ہونے کا حکم دیا، اس کے بعد ۹۰۴ھ مین ان کو بجبر عیسائی بنانا شروع کیا، اور یہ لوگ مجبوراً عیسائی ہو گئے اور اس طرح تمام اندلس ایک عیسائی ملک ہو گیا،

اندلس کے بعض مسلمان باشندے مثلاً ونجر، نشبرہ، اندرش اور بلفیق کے مسلمانون نے عیسائی مذہب کے قبول کرنے سے انکار کیا تو شاہ اندلس نے ان کا محاصرہ کر لیا، ان کے مردون کو تہ تیغ کر دیا ان کی عورتون اور بچون کو گرفتار کر لیا، اور ان کی مال و جائداد پر قبضہ کر کے ان کو عیسائی اور غلام بنا لیا، مغربی اندلس کے مسلمانون نے بھی عیسائیت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور ایک محفوظ اور دشوار گذار پہاڑ پر جا کر پناہ گزین ہو گئے، شاہ اندلس نے ان سے بھی جنگ کی لیکن جب ان پر قابو نہ پایا تو ان کو اس شرط پر امان دیکر کہ وہ اپنے بدن کے کپڑون کے سوا اپنی تمام مال و جائداد کو چھوڑ کر اندلس سے نکل جائینگے مغرب کی طرف جلا وطن کر دیا، چنانچہ اس کے بعد اندلس مین اسلام کا کوئی اثر قائم نہ ہو سکا،

سلاوی کہتا ہو کہ ۹۰۶ھ مین جب شاہ اندلس نے غلبہ حاصل کیا تو اہل غرناطہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی، لیکن جب اس نے ان تمام شرائط کو جن کی تعداد ۶۷ تھی اور انھی شرائط مین یہ بھی تھا کہ مسلمانون کا مذہب علی حالہ محفوظ و قائم رہیگا، انھی کی شریعت کے مطابق ان کے فیصلے کئے جائینگے، مسجدین بدستور قائم رہینگی، اور اوقاف کی حفاظت کیجائیگی، ایک ایک کر کے توڑ دیا، یہان تک کہ ان کو عیسائی مذہب کے قبول کرنے پر مجبور کیا تو تمام شہری اور بدوی مسلمان عیسائی ہو گئے، اگرچہ بہت سے اہل اندلس ہجرت کر کے اسلامی ممالک مین بھی چلے آئے لیکن عام طور پر مسلمان اسپینی رنگ مین رنگ گئے، یہان تک کہ جب ۱۰۱۶ھ شروع ہوا تو جن مسلمانون نے عیسائی مذہب قبول نہین کیا تھا سب کے سب مغربی ممالک مین آکر آباد ہو گئے، اور اسی زمانے مین اہل عرب کو عربی زبان بولنے کی بھی ممانعت کر دیگئی،

مقری لکھتا ہو کہ اندلس مین عیسائیون نے عیسائی مذہب قبول کرنے کے لئے مسلمانون پر سخت جبر و تشدد کیا، یہان تک کہ اس کے لئے بہت سے مسلمانون کو آگ مین جلا دیا، اور ان کو

اپنے ساتھ معمولی چھڑی تک رکھنے کی بھی ممانعت کر دی، مسلمانون نے بعض پہاڑون کے اوپر سے عیسائیون پر حملہ بھی کیا، لیکن اون کو اس مین ناکامیابی ہوئی، غرض عیسائیون نے اون کو ۱۰۱۷ھ مین اندلس سے جلا وطن کر دیا، اور وہان سے ہزارون مسلمان نکل کر فاس مین آباد ہو گئے، اور ہزارون مسلمانون نے تلمسان، او روہران کا رخ کیا، لیکن عام طور پر مسلمان تونس مین آکر آباد ہوئے، متعدد گروہون نے تسطاوین، اور سلا وا کے جزائر مین اقامت اختیار کی اور وہان کے دیہاتون کو آباد کیا، اور ایک جماعت قسطنطنیہ، مصر اور شام وغیرہ کے اسلامی ممالک مین آکر سکونت پذیر ہوئی،

ابن ابی دینار لکھتا ہے کہ ۱۰۱۶ھ اور ۱۰۱۷ھ مین جن مسلمانون نے تونس کی طرف ہجرت کی اون کی تعداد بہت زیادہ تھی، چنانچہ عثمان دائی نے اون کو مختلف شہرون مین پھیلا دیا، اون کے ضعفا کو لوگون پر تقسیم کر دیا، اور اون کو عام حکم دیدیا کہ جہان چاہین جا کر آباد ہو جائین، اب لوگون نے مکانات بنائے، اور تمام ملک مین پھیل گئے، ان لوگون نے بیس سے زیادہ شہر آباد کئے، درخت نصب کئے، مسافرون کے لئے راستے ہموار کئے، اور خود اس ملک کے باشندے شمار کئے جانے لگے،

علمائے تونس مین سید حسن حسنی عبد الوہاب نے ایک فرنچ رسالے مین لکھا ہو کہ ڈھائی صدی کے اندر جو مسلمان اندلس سے جلا وطن ہو کر تونس مین آباد ہوئے اون کی تعداد ایک لاکھ سے کم نہ ہوگی، ان مین جو متمول اور متمدن طبقہ تھا وہ تونس مین آکر وہان کے اصلی باشندون سے مل جل گیا، اور سلاطین بنو حفص نے تجارت اور تعلیم وغیرہ کی خدمات اون کے متعلق کین،

خود یورپین مؤرخین کی تصریحات بھی عرب مؤرخین کے بیانات کی تائید کرتی ہین، چنانچہ لافیس اور رامبو اپنی تاریخ عام مین لکھتے ہین کہ اندلس کے مسلمان اوس مخصوص عنصر سے مرکب تھے جو اطاعت کرنے سے انکار کرتا تھا اور فلیپ ثانی کی جد و جہد کے بعد بھی اپنے قومی مشخصات اور ممیزات کا چھوڑنا اون کو گوارا نہ تھا، چنانچہ اس کوشش کے بعد اس بات پر اتفاق عام ہو گیا کہ ان کو ہر ممکن ذرایع سے تباہ و برباد کر دیا جائے،

اب حکومت اپنے قانونی حدود سے باہر نکل آئی اور یہ حیلہ تراشا کہ وہ خود اپنی حفاظت کرنی چاہتی ہو، اسپین مین اتحاد پیدا کرنا چاہتی ہو، اور جو لوگ مخفی طور پر ترکون، انگریزون اور فرانسیسیون کے حلیف بنگئے ہین اونکے خطرات سے ملک کو محفوظ رکھنا چاہتی ہے، اس وقت بربر کے بحری ڈاکوؤن کو قوت حاصل ہوگئی ہے، اور بنزی رابع خفیہ طور پر ایک نظام عمل مرتب کر رہا ہے، اِن خطرات کے خیال سے بلنسیہ کے لارڈ بشپ نے ملک کو عربون کی جلاوطنی کی دعوت دی اور یہ دعویٰ کیا کہ اِس وقت مسلمانون مین نوّے (۹۰) ہزار لوگ ہتھیار اوٹھا سکتے ہین، اسلئے اگر اسپین پر دشمن نے حملہ کیا تو اوس کی حالت نازک ہوجائیگی، چونکہ اہل عرب کی اقتصادی ترقی نے غریب اور بیکار شاہ اسپین کی نگاہ مین اون کو اور بھی مبغوض بنا دیا تھا، اسلئے لارڈ بشپ نے یہ خطرہ بھی ظاہر کیا کہ یہ لوگ ملک کی تمام دولت کو سمیٹ کر عیسائیون کو تباہ و برباد کردینگے، غرض اس مذہبی تعصب کے ذریعے اسپین مین اہل عرب کی قسمت کا فیصلہ کیا گیا، لیکن چونکہ اون کا عیسائی بنانا ناممکن تھا اسلئے اون کے مادی اور روحانی خطرات سے بچنے کا ذریعہ اون کی جلاوطنی کو قرار دیا گیا، اسپینی امرا کا روشن خیال طبقہ اہل عرب کو اس بنا پر اسپین مین آباد رکھنا چاہتا تھا، کہ یہ لوگ کاروباری آدمی تھے، اور ان سے اون کو معقول مالی فائدہ پہونچتا تھا، لیکن آخر کار پادریون نے اون کی رائے پر بھی غلبہ حاصل کر لیا، اور بلنسیہ، اندلس، مرسیہ، قشتالہ، وارغون اور کتلون کے بچے کھچے اہل عرب نے بھی مغرب کی راہ لی اور اپنے اسباب لادپھاندکر افریقہ مین پہونچے اور یہان پہونچکر اون کی ایک بہت بڑی تعداد ہلاک و برباد ہوگئی، اس حالت مین چالیس ہزار مسلمانون نے بغاوت کرکے بلنسیہ کے پہاڑون مین پناہ لی تھی، لیکن یہ لوگ بھی یا تو تہ تیغ کردیئے گئے، یا اون کو غلام بنا لیا گیا، اور اس طرح اسپین نے کم از کم پانچ چھ ہزار عمدہ کاشتکار اور عمدہ صناع اپنے ہاتھ سے کھو دیئے، جو اوس کی ماجلانہ تباہی و بربادی کا سبب ہوا،

اگرچہ اسپین کے باشندون نے اس پر نہایت مسرت ظاہر کی، اس کو اپنے بادشاہ کا عظیم الشان کارنامہ خیال کیا، اور بعض لوگون نے اس کو ایک آسمانی نعمت سمجھا، چنانچہ ایک اسپینی مورخ کہتا ہے "کتنا سعادت مند

بادشاہ تھا جس کو عرب کی جلاوطنی کی توفیق عطا ہوئی، لیکن اور ملکون کے باشندون نے اس کو ایک مجنونانہ فعل خیال کیا، بلکہ ایشیائیون کے نزدیک تاریخی حیثیت سے یہ سب سے زیادہ مکروہ اور وحشیانہ فعل تھا،

تاریخ عام مین ہو کہ اسپین کے بادشاہون کو اہل عرب کے وجود نے سخت اضطراب مین مبتلا کر دیا، اور اون کے سامنے ایک نہایت دقیق مسئلہ پیش کر دیا، اون کو اپنے وحشیانہ عزم اور اس زمانہ کے مذہبی تعصب کی بنا پر نظر آیا، کہ لاکھون یہودی اور عیسائی اون کے مخالفین کی تعداد کو بڑھا رہے ہین، اس حالت مین مسلمان جن کی نسل نہایت کثرت سے ملک مین پھیلی ہوئی ہو، اور وہ لوگ متمول اور کاروباری آدمی ہین، اون کے لیئے اور بھی خطرناک ہین، اس لیئے اون تمام قومون نے جو تمدن، مذہب اور جذبات مین اسپینیون کے مخالف تھین اون کو مضطرب بنا دیا، اور اونھون نے اپنے مظالم کی ابتدا یہودیون سے کی، یہان تک قشتالہ کے رئیس اعظم میکل لوکاس کو جیان کے باشندون نے ۱۴۷۳ء مین گرجا کی قربان گاہ مین اس الزام کی بنا پر ذبح کر دیا کہ وہ یہودیون کی جانبداری کرتا ہو، ۱۳۹۱ء کی قربانیون کا یہ نتیجہ ہوچکا تھا کہ قشتالہ کے شہرون مین ہزارون یہودی مجبوراً عیسائی ہوچکے تھے، جن مین بعض لوگ عیسائیت پر قایم رہ گئے، بعض نے پھر اپنا قدیم مذہب اختیار کر لیا، اور بعض نے منافقانہ روش اختیار کر لی،

۱۴۹۲ء مین یہودیون کو اختیار دیا گیا کہ یا تو عیسائی مذہب قبول کرلین، یا جلاوطن ہوجائین، اِن لوگون نے دوسری شق اختیار کی، لیکن محکمہ تحقیقات مذہبی نے ان پر یہ مہربانی کرنا بھی پسند نہین کی، اس لئے جب اون کو نظر آیا کہ کرڈنیال کیمنس اون کو نہایت ناگوار طریقون سے یعنی قید سختی، اور بچون کو گرفتار کرکے عیسائی بنانا چاہتا ہے تو اون لوگون نے بغاوت کر دی، اور ہتھیار اوٹھا لیئے، اور اس حالت مین ان بادشاہون نے وہ تمام شرائط توڑ ڈالے جو غرناطہ کی حوالگی کے وقت کیئے گئے تھے، اسلیئے اگر وہ اس وقت جلاوطنی پر عیسائیت کو ترجیح دیتے تب بھی اون سے محفوظ نہین رہ سکتے تھے،

رینان کہتا ہو کہ "اسپین نے مذہب کے نام سے جو مظالم کیئے، جس قدر آدمیون کو آگ مین جلا دیا یا قتل کیا،

اور اون کو سزائین دین، اوس نے صرف اسی پر قناعت نہین کی بلکہ لوگون کو اس وہم مین بھی مبتلا کرنا چاہا کہ اسپین کی یہودیون اور مسلمانون کی جلاوطنی کے بغیر قایم ہی نہین ہو سکتا، اس بنا پر کئی لاکھ آدمیون نے اپنے ملک کو چھوڑ دیا، جن مین کئی ہزار آدمی راستے ہی مین ہلاک ہوگئے، اس طرح اسپین نے اپنے بہترین مزدور، بہترین تاجر، اور بہترین اطبا کو کھو دیا، محکمۂ تحقیقات مذہبی کی وجہ سے تنہا اسپین مین تقریبًا ایک لاکھ آدمی قتل کئے گئے، اور ڈیڑھ ملین آدمیون کو جلاوطن ہونا پڑا، اسی وجہ سے اِن خوبصورت ممالک کا تمدن برباد ہوگیا،

سیدیلیو کہتا ہو کہ اسپین سے عربون کی جلاوطنی اوس کے تنزل کا باعث ہوئی، مثلاً جب شہزادت سے کیتھولک مذہب کے مخالفین جلاوطن کئے گئے تو فرانسیسی صنعت کو نقصان پہونچا، کردینال کسیمنس نے مسلمانون کے تمام آثار برباد کردئیے اور غرناطہ کے میدانون مین عربی کی اسّی ہزار قلمی کتابین جلاڈالین،

اشاعت یہودیت

موسی علیہ السلام کی دعوت کا آغاز مصر سے ہوا، جہان اون کی قوم کو مصریون نے اپنا غلام بنا رکھا تھا چونکہ یہ قوم ایک ہی نسل اور ایک ہی خاندان سے تھی اور اوس کے تمام افراد ایک ہی مصیبت یعنی ذلت آمیز غلامی مین مبتلا تھے، اسلئے خود اون کی قوم کے کسی فرد نے اون کی مخالفت نہین کی، البتہ فرعون نے ملکی خطرات کی بنا پر اون سے مزاحمت کی اور اون کو اور اون کی قوم کو اذیتین پہونچائین، اب خدا نے اون کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو لیکر ارض مقدسہ مین نکل جائین، اس ہجرت کا قصہ اپنی جگہ پر تفصیل کے ساتھ مذکور ہو، اور اِس موقع پر اوس کے اعادہ کی ضرورت نہین، البتہ اجمالاً اس قدر کہنا ضروری ہو کہ بنو اسرائیل کے آباد ہونے کے لیے چونکہ وہان کوئی سرزمین خالی نہ تھی اور یہ عظیم الشان قوم بغیر جنگ وجدال کے اوس ملک کے باشندون کی سرزمین مین قدم نہین رکھ سکتی تھی، اس کے ساتھ جب وہ قوم غلامی کے طوق کو اپنی گردن سے اوتار کر تیہ سے نکلی تھی تو سخت مفلوک الحال تھی، جس کی بنا پر یہ خطرہ تھا کہ اوس زمانے کی جنگجو قومین اون کو تباہ و برباد نہ کر دین، اسلیئے اس قوم کی حفاظت واتحاد کے لئے خدا نے اوس پر جہاد فرض کر دیا، اور وہ ارض مقدسہ مین بزور شمشیر داخل ہوئی، اور ایک طویل جنگ کے بعد اوس سرزمین پر قبضہ کیا، لیکن خود موسی علیہ السلام کی مذہبی دعوت اس قوم کے دائرہ سے آگے نہ بڑھی، اور دوسری قومون مین

اون کی شریعت نہ پھیل سکی، بعد کو خود یہود بے شبہہ تمام دنیا مین پھیل گئے، لیکن اون کو اپنی قوم کے سوا کسی دوسری قوم کی طرف توجہ نہ تھی، اسلئے اونھون نے دوسری قومون مین اپنے مذہب کی تبلیغ نہین کی، بلکہ وہ اپنی مذہبی تعلیمات کو دوسری قومون سے مخفی رکھنا زیادہ پسند کرتے تھے، اس بنا پر یہودی مذہب ایک ایسا مذہب تھا جو یہودیون ہی کے ساتھ مخصوص تھا، اور اوس کا مقصد صرف اس قدر تھا کہ یہودیون کو مصریون کی غلامی سے نجات دلائے،

کتبخانۂ خدا بخش خان

کی

چند نادر کتابین

(۱)

از

مولوی سید نجیب اشرف صاحب ندوی

پاٹلی پتر، عظیم آباد، یا پٹنہ، ابتدائے عہد تاریخ سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہی، چندر گپتا، و اشوک کی راج دھانی اسی کے ہاتھ آئی، سیاحان و سفراء یونان و چین کا بھی مرکز رہا ہی، اور عہد اسلامی مین صوبہ کے دار السلطنت کی عزت کے علاوہ مشاہیر کا وطن تھا، اِس دور جدید مین بھی وہ دو صوبون (بہار و اڑیسہ) کا صدر مقام اور علوم اسلامی کے بہترین کتبخانہ کی ملکیت کا شرف رکھتا ہی،

کتبخانۂ خدا بخش خان، یا اورئنٹل لائبریری پٹنہ، (اِس نام سے مالک کتبخانہ نے اپنی اور اپنے آباء و اجداد کی علمی تلاش و جستجو کے ثمرہائے شیرین کو وقف عام کیا ہی) جو دنیا مین اپنی علمی دولت کے لیے بے نظیر و بے مثال ہی، اسی خطۂ پاک مین واقع ہی، اِس طرف ایک ضرورت سے پٹنہ جانا ہوا اور اسی سلسلہ مین اِس بے بہا خزانہ کی زیارت نصیب ہوئی، دس دن کے عرصۂ قلیل مین اس خرمن سے جو کچھ خوشہ چینی کر سکا اوسے ہدیۂ ناظرین کرتا ہون،

خدا بخش خان کے خاندانی اور ذاتی حالات محتاج بیان نہین، کتابون کی تلاش اور حصول مین اون کی زر پاشی ضرب المثل ہو، ہندوستان کے علاوہ مصر، شام، عرب، ترکی اور دوسرے اسلامی ممالک مین

اون کے ایجنٹ موجود تھے، بہت سی کتابین عجیب پر اسرار طریقہ سے یہان پہونچی ہین اور اون کے متعلق اگر سوال کیا جائے تو آنکھون کی حرکت اور زیر لب تبسم اس کا جواب نہایت خاموشی سے دیدیتا ہی،

گذشتہ چند صدیون مین جس طرح اسلامی حکومتون کے شیرازے بکھر گئے اوسی طرح علمی دفتر کے اوراق بھی پریشان ہوگئے، اگر تاریخ کے صفحے شکستہ عمارتین اور منہدم کھنڈر ہم کو اونکی عظمت و جلالت کا پتہ دیتے ہین تو یہ کتبخانہ ہمارے علمی شان و شوکت اور وسعت و ہمہ گیری کا مرقع ہی، اِس مین وہ کتابین بھی ہین جو جامع ازہر کے ایک غریب طالب علم نے اپنے لیے لکھی تھین، اور وہ بھی جو **اکبر و شاہجہان** کے لیے لاکھون روپے خرچ کرکے برسون مین مذہب، مصور تیار کی گئین، ایک سمت اون کتابون کا ذخیرہ ہی جو اُمراء اور مقربین نے اظہار اطاعت کے لیے پیش کی تھین، تو دوسری سمت وہ اوراق پارینہ بھی ہین جو کسی قلعہ یا محل کے غارتگری و فتح کے وقت ہاتھ آئے تھے، اگرچہ وہ نسخے ہین جو غرباء نے صرف طلب علم کے لیے لکھے، تو وہ بھی ہین جو شاہان اسلام کے لیے باعث تسکین قلب و اطمینان خاطر رہے ہین، اور اگر بعض نسخے خاص اہتمام سے لکھائے گئے تو بعض ایسے بھی ہین جو خود مصنف کے ہاتھ کے مسودہ کی صورت مین رونق بخش کتبخانہ ہین،

اور آج ہم انھین مین سے بعض نادر کتابون کے حالات و خصوصیات ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہین،

تاریخ خاندان تیموریہ[1] یہ کتاب تاریخی حیثیت سے بہت کچھ اہمیت رکھتی ہی، فن مصوری و خطاطی کا بہترین نمونہ ہی، تیمور سے لیکر اوس کے جانشینان ایران، بابر، ہمایون، اور اکبر کے ۲۲ سنہ جلوس تک کے حالات پر مشتمل ہی، یہ کتاب شاہی حکم سے اکبر کے زمانے مین لکھی گئی تھی، کیونکہ مصنف اکبر کا ذکر صیغۂ حال مین کرتا ہے، نیز سرورق پر شاہجہان کے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی ہوئی ہی،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"این تاریخ کہ مشتمل است بر مجمل احوال حضرت صاحبقران گیتی ستان و اولاد و اجداد آنحضرت

[1] فہرست کتبخانہ جلد ۷، صفحہ ۴۴،

وسوانح ایام حضرت عرش آشیانی انار اللہ برہانہ تا سال بست و دوم در عہد دولت شاہ بابا

تصنیف شدہ، حررہ شاہ جہان پادشاہ بن جہانگیر پادشاہ بن اکبر پادشاہ"

شاہ جہان، اکبر کو ہمیشہ شاہ بابا کے نام سے یاد کرتا ہی،

اس کتاب مین ۱۲۱ تصاویر ہین، جو ۱۵ مختلف مصورون کے مساعی کا نتیجہ ہین، ان مصورین مین سے تیرہ کا ابو الفضل نے آئین اکبری مین تذکرہ کیا ہی[1]، اور ان تیرہ کے علاوہ تین اور مصورین کے نام مسٹر ونسنٹ اسمتھ ہی، سی، ایس (ریٹائرڈ) کی کتاب سے معلوم ہوتا ہی[2]،

ان تصاویر مین خلاف معمول ہر مصور کا نام لکھا اور جہان دو یا تین نے ملکر بنایا ہی وہان اون سبکے نام دیئے ہین، لیکن میرے خیال مین جہان ایک نام سے زاید درج ہین اس کے معنی یہ ہین کہ خاکہ ایک شخص کا ہی رنگ آمیزی دوسرے کی، اور اس کی دوسری خصوصیتین کسی تیسرے نے ظاہر کی ہین، چنانچہ ابو الفضل نے جہان ان مصورون کے کامون کی کثرت بتائی ہی وہین لکھتا ہی کہ

"نقاشان وندہبان وجدول آرایان وصحافان را نیز بازار گرمی پذیرفت" (جلد ا صفحہ ۰)

اب سوال یہ رہتا ہے کہ نفس اس کتاب کی کیا وقعت واہمیت ہی، جوابًا عرض ہی کہ یہ کتاب جیسا کہ لکھا جا چکا ہی شہنشاہ اکبر کے زمانہ مین لکھی گئی ہی اور چونکہ تمام تر مصور و مذہب ہے اسلیئے یقینًا بادشاہ کے یہان خاص اہتمام سے لکھی گئی، اب اس کے ثبوت کے لیئے ہم کو اوس وقت مورخ ابو الفضل کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے، آئین اکبری مین اون کتابون کا ذکر کرتا ہوا جو اکبر نے خاص طور سے مصور کرائی تھی لکھتا ہی:-

"فارسی نامہاے نظم ونثر را پیرایہ بستند و مجلسہاے دلکشا تصویر شد، قصہ حمزہ را دوازدہ دفتر ساختہ رنگ آمیز کردند و استادان سحر پرداز یکہزار و چہارصد موضع را حیرت افزاے دیدہ وران

[1] آئین اکبری جلد اول صفحہ ۰۰، ۱۱۱ مطبوعہ نولکشور پریس،

[2] V. A. Smith. History of fine Art in India and Ceylon (Oxford University) P.P 462, 488, 328

گردانید، چنگیزنامہ، وظفرنامہ، واین اقبالنامہ ورزم نامہ (مہابھارت)، ورامائن، ونلدمن، وکلیلہ ودمنہ، وعیار دانش، وجز آن بہ پیکرنگاری بر آراستند"،

ان کتابون مین سے چنگیزنامہ کے علاوہ تمام کتابین مشہور عام ہین، ہمارا خیال ہی کہ یہی چنگیزنامہ ہے جس کو بعد مین کسی نے سرورق کے پھٹ جانے سے تاریخ خاندان تیموریہ کے نام سے موسوم کردیا ہے، مولوی عبد المقتدر خان صاحب کی بھی یہی رائے ہی، اور وہ تو یہان تک کہتے ہین کہ یہ وہی نسخہ ہی جس کا ابو الفضل نے تذکرہ کیا ہی، اس کے ثبوت مین وہ اور دلائل کے علاوہ دو دلیلین یہ بھی پیش کرتے ہین کہ چنگیزنامہ کوئی کتاب نہین دوسرے ابو الفضل والا نسخہ اگر اس نسخہ کے سوا کوئی دوسرا ہوتا تو کہین نہ کہین اوس کا پتہ ضرور تھا، لیکن ایسا نہین ہی (فہرست کتبخانہ جلد ۷ صفحہ ۴۴)

قابل ذکر تصاویر یہ ہین،

(۱) تیمور بچپن مین لڑکون کے ساتھ کھیلتا اور خود بادشاہ بنا ہے،

(۲) عمر شیخ کی موت،

(۳) تیمور کا حملہ بغداد، یہ تصویر بہت بڑا درس عبرت ہی، تیمور پل پر کھڑا ہی، بغداد کا گورنر فرخ اپنی اکلوتی بیٹی کے ساتھ جو اس وقت بھی باین بے سروسامانی ووحشت برقعہ مین ہی، ایک کشتی مین چڑھ کر بھاگنا چاہتا ہی، تیمور کے اوس پر حملہ آور ہوتے ہی، وہ اپنی بیٹی سمیت دریا مین کود کر جان دیتا ہی، ملاح اوسکی لاش تیمور کے پاس لاتے ہین، اور وہ شہر کے لوٹنے اور قتل عام کا حکم دیدیتا ہی، تیمور اس واقعہ کو خود یون لکھتا ہی،

"فرخ قلعہ دار در آب دجلہ غرق شد و من بشہر در آمدم و امر نمودم کہ جمیع مفسدان واوباش شہر را بقتل رسانند وقلعہ وعمارت شہر را انداختہ بخاک برابر سازند"[1]

(۴) وفات تیمور،

[1] تزک تیموری مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۸۰،

(۵) ہمایون کی پیدائش پر بابر کی خوشی اور ارکان و اعیان کی دعوت،

(۶) اکبر کی پیدائش، حمیدہ بانو بیگم، ایک کوچ پر سبز لباس پہنے پڑی ہی، نوزائیدہ اکبر کلاہ تتری سر پر رکھے ایک دایہ کی گود مین بیٹھا ہی، عورتین مختلف حرکات سے اظہار مسرت کر رہی ہین، اس تصویر کے زیرین حصہ مین یہ دکھایا گیا ہی، طرزی بیگ خان ہمایون کے پاس یہ مژدہ لا رہا ہی، ہمایون کا آفتابچی جوہر اس واقعہ کو یون قلمبند کرتا ہی،

اُس نے (جہانگر) ایک چینی کی رکابی و نافہ مشک مانگی، اسے توڑ کر تمام حاضرین کو تقسیم کرتے ہوئے کہا، میرے پاس آپ کے لیے، اپنے لڑکے کی پیدائش پر صرف یہی تحفہ ہی جو آپ کے سامنے پیش کرسکتا ہون، اور امید ہے کہ، اس لڑکے کی شہرت تمام دنیا مین اسی طرح پھیلے گی جس طرح اس مشک کی بو سے یہ خیمہ پر ہی"

(۷) اکبر کی مہم چتور،

(۸) داتا شیخ فرید شکر گنج کے مزار کی زیارت کو جاتا ہے،

جس صفحہ پر شاہ جہان کی عبارت ہی، دوسرے حسب ذیل امرائے دربار کی بھی مہرین اور دستخط ہین،

(۱) عبد اللہ چلپی ...... ۲۲ شوال ۲۶ سنہ جلوس مبارک

(۲) خواجہ سہیل

(۳) خواجہ ہلال

(۴) عبد الغفور

(۵) محمد باقر

(۶) نور محمد

ان دستخطون کے بعد انگریزی مین گلاڈون (GLADWIN) کا دستخط ہی، یہ گلاڈون شاید مشہور

مستشرق فرنسس گلاڈون ہے،

گلاڈون، بنگال کی فوج کا افسر تھا، وارن ہسٹنگز کی ہمت افزائی سے اس نے مشرقی زبانون مین بہت کچھ ترقی کر لی تھی، ابو الفضل کے آئین اکبری کے ایک حصہ کا ترجمہ بھی کیا تھا، (۱۷۸۳ء) ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کا ممبر تھا، ۱۷۸۸ء مین ہسٹری آف ہندوستان لکھی، فارسی کی مختلف کتابون کا جس مین گلستان بھی ہی ترجمہ کیا ہی، ۱۸۰۹ء مین فارسی، ہندوستانی، انگریزی لغت لکھی، فورٹ ولیم کالج کا پہلا فارسی کا پروفیسر ۱۸۰۰ء مین مقرر ہوا، ۱۸۰۱ء سے ۱۸۰۸ء مین پٹنہ کا افسر چنگی رہا، ۱۸۰۸ء مین پٹنہ کا کمشنری ریزیڈنٹ تھا اور تقریباً ۱۸۱۳ء مین مرا[۱]، اسی صفحہ پر اس نسخہ کی قیمت آٹھ ہزار روپیہ لکھی ہی،

کتاب خوبصورت، صاف، نستعلیق مین لکھی ہے، کاغذ نہایت نفیس ہی، کتاب مین ۳۲۸ اوراق یا ۶۵۶ صفحہ ہین، اور ہر صفحہ مین ۲۱ سطرین ہین[۲]،

بادشاہ نامہ، | عہد شاہ جہان کے حالات مین متعدد نایاب نسخے ہین، مثلاً

(۱) آثار شاہجہانی مصنفہ محمد صادق دہلوی،

(۲) شاہجہان نامہ، جو چار حصون مین منقسم ہے اور جس کے ہر حصہ کو معتمد خان، عبد الحمید لاہوری، محمد وارث، اور محمد صالح نے علی الترتیب لکھا ہی،

(۳) لطائف الاخبار، مصنفہ (شاید) رشید خان،

(۴) ملخص، مصنفہ محمد طاہر آشنا،

(۵) عمل صالح، محمد صالح کنبو،

(۶) تاریخ نمبر ۱۷۰۵، مصنفہ لا معلوم[۳]،

---

[۱] Buckland; Dictionary of India Biography p. 167

[۲] فہرست کتبخانہ جلد، صفحہ ۲۰، [۳] فہرست کتبخانہ جلد، صفحہ ۸۰-۶۵،

(۲) بادشاہ نامہ، حصہ اول، مصنفہ محمد امین قزوینی و حصۂ دوم از عمل صالح،

ان تمام تاریخوں مین موخر الذکر کتاب کا نسخہ خاص وقعت رکھتا ہے، کتاب ابتدا سے لیکر آخر تک مصوری وخطاطی کے محاسن سے پر ہے، ہر صفحہ مذہب جدولون سے گھرا ہے اور عنوان و سرخیان بھی بہت دیدہ زیب ہین، تاریخ خاندان تیموریہ کی طرح اس مین بھی ۹ تصاویر ہین، پہلا حصہ مقدمہ، مقالہ اور خاتمہ پر مشتمل ہی، مقدمہ مین شاہجہان کے لڑکپن کے حالات ہین، مقالہ مین دہ سالہ عہد حکومت کی تاریخ ہی، اور خاتمہ مین اس عہد کے مشاہیر کے حالات ہین،

اس حصہ کا مصنف محمد امین بن ابو الحسن قزوینی، عہد شاہجہان مین ہندوستان آیا، اور منشی مقرر ہوا، شاہجہان کو ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو اکبر نامہ کی طرز پر اس کی تاریخ لکھے، لیکن کوئی نظر نہ آتا تھا، اس اثنا مین جیسا کہ اوس کا خود بیان ہی، اوس نے جنگ بندیلہ کی تاریخ پیش کی اور بادشاہ اس سے خوش ہوا، اور اوس کو اس کام کے لیئے مقرر کیا، چنانچہ اس نے عہد طفلی سے دس سنہ جلوس تک کے حالات قلمبند کرکے سنہ جلوس مطابق ۱۰۴۶ھ مین پیش کیئے، لیکن کچھ زیادہ پسند نہ آئے، اور کسی بہتر آدمی کی تلاش ہونے لگی، چنانچہ عبد الحمید کا پتہ چلا اور اسے ٹھٹھہ[1] سے یا پٹنہ[2] سے بلاکر اسے اس کام پر مامور کیا گیا اس نے بیس سال کے حالات قلمبند کئے ہین، پھر کبر سنی کی بنا پر وہ علحدہ ہو گیا، اور محمد وارث جو ابو الفضل کا شاگرد تھا، اس کام پر مقرر ہوا، اس نے دس سال کی تاریخ مرتب کی اور بعد ازان محمد صالح نے پوری تاریخ لکھتے ہوئے بقیہ دو سال کے حالات بھی لکھکر تاریخ کو مکمل کر دیا، جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین، محمد امین کی تاریخ صرف دس سنہ جلوس تک ہی، اسلیئے بقیہ حصہ کی تکمیل کے لیئے محمد صالح کی عمل صالح سے مدد لی گئی ہے،

ذیل کی تصاویر قابل ذکر، سبق آموز، اور غور طلب ہین،

(۱) شہزادہ خرم (شاہجہان) کی مرزا محمد حسین صفوی کی لڑکی سے شادی،

[1] فہرست کتبخانہ جلد ۱ صفحہ ۷۰، [2] شاہجہان نامہ مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۱،

(۲) شکارگاہ، جہانگیر شیر پر گولی چلاتا ہی، نشانہ خطا ہوتا ہی، شیر حملہ کرتا ہی، راجہ انوپ رائے شیر کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیئے اوس کے منہ مین ہاتھ دیدیتا ہی، شیر اوس کو چباتا ہی ہوتا ہی کہ خرم آکر تلوار سے وار کرتا ہی، اور شیر کا خاتمہ ہوجاتا ہی،

(۳) دارا شکوہ کی شادی کا جلوس،

(۴) شاہزادہ اورنگ زیب ایک مست ہاتھی کا مقابلہ کر رہا ہی،

(۵) شاہجہان تخت طاؤس پر پہلی مرتبہ بیٹھا ہوتا ہی،

(۶) شاہجہان کا جنازہ تاج جا رہا ہے.

(۷) نذر محمد خان والی بلخ کی حرم، لڑکیان اور دوسری رشتہ دار خواتین شاہجہان کے محل مین بھیجی ہین، اور بیگم نہایت عزت واحترام سے اون کا استقبال کرتی ہی،

اس کے علاوہ دہلی وآگرہ کی متعدد عمارتون، مثلاً، دیوان خاص، تاج، جامع مسجد، قلعہ وغیرہ کی تصاویر ہین،

یہ کتاب ایک افسر اعلی کی ہدایت سے سنہ ۱۹۱۱ء مین شہنشاہ معظم کی تخت نشینی کے وقت اون کے ملاحظہ کے لیئے گئی تھی، چنانچہ سرورق پر متعدد انگریزی عبارتون کے ساتھ شہنشاہ معظم وملکہ معظمہ کے دستخط مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء بھی اس پر موجود ہین،

جہان تک میرا خیال ہی یہ کتاب عہد عالمگیری مین کسی امیر نے اپنے کتبخانہ کے لیئے لکھوائی تھی،

واللہ اعلم بالصواب،

شہنشاہ نامہ، | اس کتاب کی کسی دوسری کاپی کا آجتک دنیا کے کسی گوشہ مین پتہ نہ چل سکا، یہ کتاب سلاطین عثمانیہ کے حالات مین ہی، حسینی اس کا مصنف ہی، موجودہ نسخہ قسطنطنیہ مین سلطان محمد ثالث کے لیئے لکھا گیا تھا، شاہجہان کے زمانہ مین ایک غیر معمولی طریقہ سے ہندوستان پہونچا، اور یہان بھی کتبخانہ شاہی مین جگہ پائی،

اِس پر جو متعدد مہرین ہین اون مین سے ایک ممتاز محل بیگم (جو آج تاج مین میٹھی نیند سو رہی ہے) کی پیاری بیٹی جہان آرا کی بھی ہی، جہان آرا کے حالات مولانا محبوب الرحمٰن صاحب کلیم اور ضیاء برنی نے رسالون کی صورت مین شایع کئے ہین،

اِس کی تصاویر، ایران و ہندوستان کے طرز سے جداگانہ ہین، ان مین ترکی و یونانی اثر غالب ہے،

اِس کتاب کی بعض تصاویر تاریخ عالم کے اہم واقعات کو پیش کرتی ہین، مثلاً محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ مع فوج کے قسطنطنیہ پر حملہ آور ہے، محمد فاتح آبنائے کو عبور کر رہا ہے، سلطان سلیم، محمد متوکل با اللہ، آخری عباسی خلیفہ مصر سے لوازم خلافت لے رہا ہے، وغیرہ،

اپنی یکتائی کے وجہ سے یہ کتاب کتبخانہ کی بہترین کتابون مین ہی،

شاہنامہ، اس کا مصنف تعارف سے بالاتر ہے، یہ نسخہ نامکمل ہی، اور ۹۳۵ھ/۱۵۲۹ء سے قبل کا لکھا ہوا بھی نہین ہی لیکن اس کی اہمیت صرف اسلئے ہی کہ خاص اہتمام سے لکھا گیا، مصور ہوا اور ایک امیر نے ایک بادشاہ کے سامنے پیش کیا،

یہ نسخہ کابل و کشمیر کے گورنر علی مردان نے شاہ جہان کے لیے لکھایا تھا، یہ وہی علی مردان خان ہی جس نے نہر بنوائی تھی اور جس کی قبر لاہور کی فصیل کے باہر آج بھی شکستہ و منہدم صورت مین موجود ہی،

تصانیف جامی، "تصانیف جامی کے لحاظ سے خدا بخش خان کی لائبریری بہت امیر ہے، اور فہرست کے تقریباً ۳۰ صفحے ان کے اظہار محاسن کے لئے وقف ہوئے ہین"

دار السلطنت روس سینٹ پیٹرس برگ مین ایک نامکمل حصہ حضرت جامیؒ کے تصانیف کا تھا، جو اپنی خصوصیات کے لیئے قبل از جنگ تمام عالم مین مشہور تھا، یہ نسخہ اوسی نامکمل حصہ کا بقیہ نصف ہی، اس کتاب کی وقعت اس وقت اور بڑھ جاتی ہی جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلۃ الذہب خود مصنف کے ہاتھ کی

لکھی ہوئی ہی، اسی مین اپنے اپنے لڑکے کی پیدائش کی تاریخ بھی لکھی ہی، اس کا ایک نوٹ شیخ عبد القادر صاحب ایم، اے نے ایک مضمون کے ساتھ معارف کے ساتھ شایع کیا تھا، اور محفوظ الحق صاحب بی اے نے بھی اس پر اظہار رائے کیا تھا، اسلئے اِس پر کچھ اور لکھے بغیر دوسری کتابون کی طرف متوجہ ہوتا ہون،

اسی سلسلہ کی ایک اور کڑی یوسف زلیخا ہی، یہ نسخہ خانخانان عبد الرحیم نے شہنشاہ خطاط میر علی ہروی سے لکھا کر اپنے آقا شہنشاہ جہانگیر کے نذر کیا تھا، اس کی قیمت ایک ہزار اشرفی تھی،

خانخانان، مشہور سپہ سالار بیرم خان کا بیٹا تھا، علمی مشاغل و کمال مین اپنا ہمسر نہ رکھتا تھا لیکن آج اس کا مزار مشکل سے ملیگا، وہ دہلی مین ہمایون کے مقبرہ کے قریب آرام کر رہا ہے،

اس نسخہ کے علاوہ، مشہور کاتب میر عماد ایرانی کا لکھا ہوا بھی ایک نسخہ ہی، میر عماد اس نسخہ کے لکھنے کے سات سال بعد ۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء مین قتل کیا گیا تھا،

اِن مطلا و مذہب نسخون سے جو ہماری آنکھون کو کچھ دیر کے لئے اپنی چمک و ضیا پاشی سے خیرہ کر رہے ہین، نظر ہٹا کر دوسری طرف دیکھنا چاہیئے،

دیوان حافظ، حافظ رحمۃ اللہ کا یہ دیوان کوئی ظاہری خوبی بجز اس کے نہین رکھتا کہ خوشخط چھوٹی تقطیع پر لکھا ہوا ہی، لیکن اس کی اہمیت کا اس سے پتہ چلتا ہی کہ یہ دیوان متعدد شہنشاہ مغلیہ کا شریک و ہمدم، اور باعث تسکین رہا ہی، ہمایون، اپنی مشکلات مین اسی سے اطمینان حاصل کرتا ہی، جہانگیر کو یہی دیوان سکون و اطمینان بخشتا ہے اور بعض اوقات صرف اسی کی فال بے گناہون کو تختۂ دار سے اُتار کر آزادی کی زندگی بخشتی ہے،

ہمایون و جہانگیر نے جس جس جگہ فال سفر نکالی ہی اور جس جس وقت اس کو دیکھا ہی وہ اپنے قلم سے لکھدیا ہی،

اس دیوان کے ان نوٹون پر آیندہ مستقل ایک مضمون لکھنے کا ارادہ ہی، یہ دیوان مولوی سبحان اللہ صاحب رئیس گورکھپور کا عطا کردہ ہی،

دیوان حافظ، ایک دیوان اور اسی قسم کی اہمیت رکھتا ہے، کہ شاہان گولکنڈہ مین سے ایک کے لیے لکھا گیا ہے، دیوان کی ایک تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دیوان ۱۰۳۳ھ مین قطب شاہ والی گولکنڈہ کے لیے حیدر آباد دکن مین لکھا گیا، ایک دوسری عبارت مین لکھا ہے کتبخانۂ سلطان سے یہ نسخہ حاصل ہوا، یہ عبارت شاید فاتح گولکنڈہ اورنگ زیب عالمگیر ہ کے کسی درکے کے ہاتھ کی ہے، اور دراصل یہ دونون دیوان ہمارے لئے بہت کچھ عبرت بخش ہین، یہ نسخہ محمد محسن کاتب کا لکھا ہوا ہے،

دیوان مرزا کامران، لیکن ابھی اس سے بڑھ کر ایک اور دردناک واقعہ کی ہم کو یاد تازہ کرنی ہے، ہمارا غم دیوان مرزا کامران دیکھ کر دوچند ہو جاتا ہے،

مرزا کامران، فاتح ہندوستان ظہیر الدین بابر کا بیٹا اور ہمایون کا بھائی ہے، اس نے اپنے بھائی سے وہی سلوک کیا جو برادران یوسف نے یوسف سے کیا تھا، ہمایون کے ہندوستان سے جانے کے بعد سے اوس کے واپس آنے کے بعد تک وہ مختلف سازشون اور خفیہ وعلانیہ مخالفانہ کارروائیون مین مشغول رہا، تا آنکہ اپنے بھائی ہندال کو قتل کر ڈالا، لیکن قسمت اوس پہ ہنس رہی تھی، اس کے بعد خود گرفتار ہو کر آیا، اور لوگون کے اصرار پر اندھا کر دیا گیا، یہان سے حج کو گیا، اور وہین مرا،

گلبدن بیگم، اپنی زنانہ طرز ادا مین، اس واقعۂ قتل کو لکھتے ہوئے کہتی ہین کہ ہندال اوس کی دشمنی پہ خشم تھا، اور اوسے قتل کرکے دراصل اوس نے اپنی بصارت کھو دی، ہمایون اوس وقت بھی اوس کو اندھا کرنا نہ چاہتا تھا، لیکن امرا اور رعایا کے متفق مطالبہ نے اُسے مجبور کر دیا، بیگم اس واقعہ کو مستقل کچھ یون لکھتی ہے:-

"عاقبت الامر جمیع خوانان وسلاطین، و وضیع وشریف، صغیر وکبیر وسپاہی ورعیت وغیرہ کہ از دست مرزا کامران، داغہا داشتند، در آن مجلس متفق شدہ، بعرض حضرت پادشاہ رسانیدند کہ در پادشاہی دحکم رسم برادری منظور نمی باشد، اگر خاطر برادر میخواہید ترک پادشاہی بکنید، واگر پادشاہی میخواہید ترک برادری بکنید، و این ہمین مرزا کامران است کہ از سبب او در دشت تپچاق سر مبارک ایشان چہ نوع زخم رسیدہ بود و بہ افغانان کرد فریب دادہ یکے شدہ، وتعلق شدہ مرزا ہندال را کشت واکثر چغتائی از سبب مرزا نابود شدہ، واہل وعیال بردم بہ بندزیست وبے ناموس شد .... این برادر نیست، این دشمن حضرت است، ع

رخنہ گر ملک سر افگندہ بہ[1]

مجبوراً ہمایون کو حکم دینا پڑا،

"اگرچہ این سخنان شمایان خاطر نشان من می کند اما دل من نمی شود، ہر دو چشمان مرزا کامران را میل کشند[2]"

ہمایون کا واقع نگار آفتابچی بھی اس کام پر مامور ہوا تھا، وہ اس واقعہ کو یون بیان کرتا ہے:-

"بعد حکم آمدیم پیش مرزا کامران، وغلام علی بمرزا کامران عرض کرد کہ مرزا! اگر این سخن از خود میگفتہ باشیم زبان ما را خدائے تعالیٰ از قفا بکشد اما از حکم شاہان چارہ نیست، حکم چنان است در چشمہائے شما نشتر زنند،"

مرزا گفت کہ مرا بکشید"

غلام علی جواب داد کہ "خداوند آرہ کیست کہ شما را کشتن تواند" پس تلاش در آمدند، در حال در دست داشت، غلولہ بست، در دہن آن فراش زد کہ دست دراز کردہ بود، بگرفتن مرزا بعد از ان دست مرزا را گرفتہ از خرگاہ بیرون آوردند و مرزا را خوابانیدند ونشتر در چشمہائے مرزا زدند، آن مرد مردانہ ہیچ دم نزد، الا شخص کہ بالائے زانوئے نشستہ بود مرزا را برد،

[1] ہمایون نامہ گلبدن بیگم صفحہ ۹۵، [2] ہمایون نامہ گلبدن بیگم صفحہ ۹۶،

ہمین سخن گفت، کہ تو چرا بزانو ہائے من نشستہ، تا کہ دلاسائے شما نخواہد شد، نخواہند گذشت، بجز این

سخن دیگر ہیچ دم نزد، مردانہ وار باستقلال خود ماند وگروے بیوہ وار، در چشمہائے ایشان

نمک انداخت بیطاقت شدہ نام اللہ بر زبان راند و بعد ازان ہمین سخن گفت،

"خداوندا! انچہ در دنیا کردہ بودم بجزائے خود رسیدم و در عقبیٰ امید وارم"

باز مرزا را سوار کردہ سو روان شدند[1]،

فاعتبروا یا اولی الابصار!

اِس عہد کا یہی ایک واحد نسخہ ہی اور اوس وقت کے مشہور کاتب محمود بن اسحاق الشہابی

ہروی کا جو ثانی میر علی تھا لکھا ہوا ہی، اس وقت خود مرزا کامران بھی زندہ تھا، اِس پہ جہانگیر اور شاہجہان

کے ہاتھ کی عبارت ہی، نور جہان نے بھی اِس کو پڑھا تھا، اور دیگر امرا کے پاس بھی رہا ہے، جن کے

دستخط اور مہرین اِس پر ثبت ہین،

جہانگیر کی عبارت یہ ہی،

"اللہ اکبر

دیوان مرزا کامران عم پدر بزرگوار

نسخہ بخط محمود الحق شہابی

حررہ نور الدین محمد جہانگیر شاہ اکبر

سنہ ۲۰ جلوس موافق ۱۰۳۵ھ ہجری"

شاہ جہان کی عبارت یہ ہی،

[1] تذکرۃ الواقعات جوہر آفتابچی نسخہ قلمی خدا بخش خان لائبریری نمبرہ صفحہ ۶،

"ہو

الحمد للہ الذی انزل

علی عبدہ الکتاب

حررہ شاہ جہان ابن

جہانگیر شاہ بن اکبر شاہ"

منعم خانخانان کی عبارت

اللہ اکبر

دیوان مرزا کامران بخط خواجہ محمود الحق شہابی

امانت منعم خانخانان

۲۴ فروشت مہر

نور جہان بیگم کی عبارت

قیمت اموال نواب نور جہان بیگم

مع مہر

اس کے علاوہ اس پہ مختلف "عرض دیدہ" ہین،

سفینۃ الاولیاء، یہ بھی ایک بدبخت شہزادہ کی تصنیف ہی، شہزادہ دارا شکوہ بن شاہ جہان اِس کا

مصنف ہے، مشہور فرانسیسی سیاح موسیو برنیر Francois Bernier ۱۶۷۰ء جس وقت راجپوتانہ

کے دشت و صحرا کو طے کر رہا تھا کہ دربارہ دہلی میں پہونچے، بدنصیب شہزادہ وہان کی صحرا نوردی

کرتا ہوا اوس کو ملا، اس کے بعد جب وہ گرفتار ہوکر اپنی زندگی کے آخری دردناک خونی پارٹ

کے ادا کرنے کے لیے دہلی آیا تو اس وقت بھی وہان موجود تھا، اس واقعہ شہادت کو اوس نے

اپنے ایک دوست کے نام خط مین مفصل طور سے لکھا ہے، اس کا لفظ لفظ درد و غم کی حکایت ہے، اور ظالم سے ظالم شخص بھی دو آنسو گرائے بغیر نہین رہ سکتا، ہم کبھی آیندہ اس خط کا ترجمہ پیش کرینگے، ان دردناک واقعات سے آپکی طبیعت منغص ہو گئی ہوگی، آئیے تھوڑی دیر کے لئے کسی دوسری طرف متوجہ ہون،

کلیات سعدی، مصلح الدین سعدی شیرازی کے تمام نظم و نثر کا مجموعہ ہے، پندرھوین صدی عیسوی کا لکھا ہوا نسخہ ہے، خط نہایت اعلیٰ اور رنگ آمیزی و گلکاری سے مملو ہے، تصاویر بھی ہین، جو اس عہد کے ایرانی فن تصویر پر کافی روشنی ڈالتے ہین، شروع مین دو صفحہ کی سفید حروف مین فہرست ہے،

کلیات کا ایک اور نسخہ بھی ہے جو اس کتب خانہ کا قدیم ترین نسخہ ہے، زر پاشیدہ کاغذ پر نہایت خوشخط لکھا ہوا ہے،

انتخاب بوستان، یہ نسخہ فن خطاطی و رنگ آمیزی کے بہترین نمونون مین ہے، عنوان کے دونون صفحے اس خوبصورتی سے مذہب و مطلا کئے گئے ہین کہ کسی محل کے ایرانی قالین معلوم ہوتے ہین، اس سے زیادہ خوبصورت اس کا آخری صفحہ ہے، اس کا کاتب مشہور میر علی ہے،

تذکرہ، یہ تذکرہ تیرہ شعرا نے سلطان قطب شاہ والی گولکنڈہ کے لئے لکھا تھا،

کلیات خسرو، خسرو کی متعدد مثنویان، نہایت خوشخط، مطلا، و مذہب موجود ہین،

خلاصۃ الاخبار، خواند امیر (غیاث الدین بن ہمام الدین) کی تاریخ ایشیا، اس نے یہ کتاب روضۃ الصفا سے ماخوذ کی ہے، نستعلیق مین سنہ ۹۶۶ ہجری کی لکھی ہوئی ہے،

اس کے علاوہ فارسی کتابون مین عبد الرحیم خانخانان کا ترکی تزک بابری کا فارسی ترجمہ[1]

1- O. Conner An Eastern library P. 30

امیر حیدر حسین واسطی بلگرامی کی سوانح اکبری، تزک جہانگیری، اقبال نامہ جہانگیری مصنفہ ... کی لکھی ہوئی سیرۃ المتاخرین، سینٹ زیویر کی مراۃ القدس، جو اس نے اکبر کی فرمائش سے حضرت عیسیٰؑ کے حالات مین لکھی تھی، اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے نوجی کاغذات خاص وقعت رکھتے ہین،

اس کے علاوہ فارسی کی دوسری قابل بیان کتابین ذیل مین درج کی جاتی ہین، یہ فہرست کے ترتیب مین مسٹر اوکانر کی ایسٹرن لائبریری سے بھی مدد لیگئی ہے،

تاریخ

(۱) **تاریخ طبری** کا فارسی ترجمہ از بلعمی، مکتوبہ سنہ ۸۰۴ ہجری،

(۲) **مجمل فصیحی** از فصیح الجوانی " سنہ ۹۹۳ ہجری،

(۳) **تاریخ ابوالخیر خانی** از مسعود بن عثمان کوہستانی مکتوبہ سنہ ۹۹۶ ہجری،

(۴) **تحفۃ الکرام** از میر علی شیر قانع مکتوبہ سنہ ۱۲۲۳ ہجری،

(۵) **ہشت بہشت** از حکیم الدین ادریس البدلیسی مکتوبہ، مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ ہے،

(۶) **تاریخ داؤدی،** از عبد اللہ، مودی اور سور سلاطین کی نایاب تاریخ،

(۷) **منتخبہ عبرتیہ** از شہاب الدین طالش، یہ نسخہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین مصنف کے پوتے اعتصام الدین نے لندن مین لکھا تھا،

تذکرہ

(۱) **تذکرۃ الاولیا،** از فرید الدین عطارؒ مکتوبہ سنہ ۷۲۴ ہجری

(۲) **آثار الانوار،** از سیف الدین حاجی سنہ ۷۳۸ھ کے وزراء کے حالات مین مکتوبہ سنہ ۷۳۸ھ

(۳) **رشحات**، شیوخ نقشبندیہ کے حالات از فخر الدین علی صفی، مکتوبہ سنہ ۱۰۳۶ھ

(۴) **مجالس العشاق**، ۷۶ صوفیا کرام کے مصور حالات ہین،

(۵) **مآثر رحیمی**، از عبد الباقی،

(۶) **کلمات الصادقین**، دہلی مین دفن شدہ صوفیار کے حالات از محمد صادق ہمدانی،

(۷) **گل رعنا**، لچھمی نرائن شفیق مصنفہ سنہ ۱۱۰۲ھ

نظم

(۱) **دیوان الشیرازمانی**، اِس پر عبد اللہ قطب شاہ کی مہر ہے، شاعر کا سنہ وفات ۶۶۵ھ ہے مکتوبہ سنہ ۱۰۱۵ھ ہجری،

(۲) **مثنوی مولانا روم**، محمد بن حسن کرمانی نے خوبصورت نستعلیق مین سنہ ۸۰۵ ہجری مین لکھا تھا

(۳) **دیوان امامی**، از امام ہروی،

(۴) **شش سالہ سعدی**، اِس پر شاہجہان اور عبد الرحیم خانخانان کی تحریرین ثبت ہین، یہ نسخہ باقر بن میر علی کا لکھا ہے،

(۵) **ہفت بند کاشی**، مکتوبہ سنہ ۱۰۱۲ھ ہجری،

(۶) **مطلع الانوار خسرو**، میر علی نے یہ نسخہ سنہ ۹۴۷ھ ہجری مین سلطان عبد العزیز بخارا کے لیے بخارا مین لکھا تھا،

(۷) **دیوان حسن**، حضرت حسن دہلوی کا کلام، اکبر کے سپہ سالار شیخ فرید بخاری کے لیے سنہ ۱۰۱۰ھ مین محمد حسین کشمیری نے لکھا،

(۸) **دیوان سلمان**، سلمان کے دیوان کا قدیم ترین نسخہ ہے، وہ سنہ ۷۸۶ھ ہجری مین مرا تھا

اور یہ دیوان سنہ ۸۱۱ھ کا لکھا ہوا ہے،

متفرقات

(۱) **کیمیائے سعادت**۔ امام غزالیؒ کی مشہور کتاب ہے، یہ کتاب شائد اس کتبخانہ کا قدیمی تاریخی فارسی نسخہ ہے، خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے،

(۲) **روح الجنان**، حسین محمد رازی کی تفسیر قرآن تین جلدون مین نامکمل مکتوبہ سنہ ۹۳۴ھ ہجری،

(۳) **انیس الطالبین**، مصنفہ صالح بن مبارک، حضرت جامیؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ ہے،

دوسرے نمبر مین انشاء اللہ کتبخانہ کے عربی نوادر ہدیۂ ناظرین کرون گا،

الکندی اور اُسکا فلسفہ

از

مولوی ابو النصر سید احمد بھوپالی،

الکندی، کے متعلق میرا ایک مفصل مضمون معارف مین جانے کے لئے طیار تھا کہ ہمارے محترم دوست مولوی معتقد ولی الرحمان صاحب ایم، اے، نے لاہور سے پیش قدمی کی (معارف ستمبر ۱۹۲۲ء) اس لئے اب مین اپنے دوست کے مضمون پر مندرجہ ذیل امور بطور استدراک و اضافہ کے ہدیۂ ناظرین کرتا ہون:

الکندی کا سنہ پیدائش و وفات اس کوئی شبہہ نہین کہ مورخین عرب الکندی کا سنہ پیدائش و وفات متحقق طور سے تبلانے سے قاصر ہین، البتہ اون مین کے بعض اس طرف گئے ہین کہ وہ تیسری صدی ہجری کے علماء مین سے ہے، لیکن مستشرقین یورپ نے اس کی تحقیق مین خاص طور سے کاوش کی ہے، ہمارے دوست نے صرف ڈی بوئر کا قول وفات کے متعلق نقل کیا ہے، ہم اُس پر دیگر مستشرقین کے مزید اقوال کا اضافہ کرتے ہین، ڈاکٹر فلوگل مشہور جرمنی مستشرق نے لکھا ہے کہ الکندی نوین صدی عیسوی کے اول نصف مین زندہ تھا، اور ۸۶۱ء کے بعد مرا ہے[1]، اٹلی کا مشہور مستشرق نالی نو (جو روما کے کالج مین فلسفہ کا استاذ تھا اور جس نے انیسوین صدی کے اواخر مین وفات پائی ہے، منجملہ اُن مستشرقین کے ہے جنھون نے خاص طور سے عربی فلسفہ کی طرف توجہ کی ہے اور الکندی کی تصانیف کی لاطینی زبان مین نشر و اشاعت کی ہے) لکھتا ہے کہ الکندی نے ۲۵۸ ہجری مین یعنی ۸۷۳ عیسوی مین وفات پائی اور یہ ثابت ہے کہ وہ ۲۵۰ ہجری مین زندہ تھا اس لئے گویا اُس نے تقریباً ستر سال عمر پائی[2]،

الکندی کا علم و فضل حقیقت یہ ہے کہ الکندی کو جو تبحر علمی حاصل تھا وہ مختلف علوم مین اُس کی جامعیت کو پوری طرح نمایان کرتا ہے، اُسے مختلف علوم و فنون مین جو دسترس حاصل تھی وہ اُس کے ماقبل علماء اور

[1] المقتطف جلد ۵ جز ا صفحہ ۹، [2] ایضاً

معاصرین کو بہت کم حاصل تھی، اُس سے قبل اسلام مین کوئی ایسا فلسفہ دان نہین گذرا کہ جس پر لفظ "فیلسوف" کا صحیح مفہوم مین اطلاق کیا جا سکے، اگرچہ یہ ضرور ہے کہ اُس کے بعد الفارابی اور ابن سینا کا پایہ فلسفہ مین بہت بلند رہا ہے، لیکن ان دونون نے بھی جس بنیاد پر اپنی عمارتین بنائین وہ دراصل الکندی کی ہی قائم کی ہوئی تھی، اس لئے سبقت و اولیت کا جو فخر اُسے حاصل ہو سکتا ہے وہ کسی کو نہین پہنچا، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ علماء اور فلاسفۂ اسلام اور مستشرقین یورپ اُسے "اولین فیلسوف اسلام" تسلیم کرنے مین متفق ہین،

جمال الدین القفطی اور ابو القاسم صاعد ابن احمد الاندلسی اور ابن عبری اوسکے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ:

لم یکن فی الاسلام من اشتہر عند الناس بمعاناة علوم الفلسفة حتی سموه فیلسوفا غیر یعقوب ھذا[1]	سوائے یعقوب ابن اسحاق الکندی کے اسلام مین کوئی ایسا مشہور شخص نہین گذرا کہ جس نے علوم فلسفہ کی جانب اتنی توجہ کی ہو کہ اسے فیلسوف کہا جا سکے،

سلیمان بن حسان المعروف با بن جلجل جو چوتھی صدی ہجری کے مشہور حکمائے اسلام مین سے اندلس (اسپین) مین گذرا ہے اور اندلس کے بادشاہ ہشام المؤید باللہ کے خاصہ کا طبیب رہ چکا ہے الکندی کے متعلق لکھتا ہے:۔

لم یکن فی الاسلام فیلسوف غیره احتذی فی توالیفه حذو ارسطو طالیس[2]	اس کے سوا اسلام مین کوئی ایسا فیلسوف نہین گذرا کہ جس نے اپنی تالیفات مین ارسطا طالیس کے قدم پر قدم رکھا ہو،

تاریخ کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن جلجل کے اس قول کے متعلق الکندی کی مزید فضیلت

[1] اخبار الحکماء رجال الدین القفطی صفحہ ۲۴۱ و طبقات الامم مطبوعہ مصر صفحہ ۸۱ و تاریخ مختصر الدول صفحہ ۲۵۹.

[2] عیون الانباء لابن ابی اصیبعہ صفحہ ۲۰۷،

ثابت کرنے کے واسطے یہ مان لیا جاسکتا ہی کہ یہ اُس نے الفارابی کے انتقال کے بعد لکھا ہو، کیونکہ الفارابی ۲۵۹ھ ہجری مین پیدا ہوا اور ۳۳۹ھ ہجری مین فوت ہوگیا[1]، اور ابن جلجل ہشام المؤید باللہ کا طبیب تھا جو ۳۶۶ھ مین تخت نشین ہوا اور ۳۹۹ھ ہجری مین معزول کردیا گیا، نیز یہ بھی ثابت ہی کہ ابن جلجل ۳۷۲ھ ہجری کے بعد تک زندہ رہا ہی کیونکہ طبقات الاطبار مین اوس کی ایک تصنیف کی تاریخ ۳۷۲ھ ہجری درج ہی[2]،

مشہور منجم **ابو معشر** جعفر بن محمد البلخی نے کہ جو ابتداءً اوس کے علم و فضل پر حسد کیا کرتا تھا لیکن بعد مین ۴۷ برس کی عمر مین علم نجوم مین اسی کا شاگرد ہوا اپنی کتاب المذکرات مین امور شاذہ کے تذکرے مین لکھا ہی کہ اسلام مین حذاق مترجمین صرف چار گذرے ہین، حنین بن اسحاق، ثابت بن قرہ الحرانی، عمر بن فرخان الطبری، اور چوتھا اُن مین کا یعقوب ابن اسحاق الکندی تھا[3]،

مستشرقین یورپ مین علاوہ مشہور اطالوی مستشرق ولیم کارڈنیو[4] المتوفی ۱۵۷۶ء کے کہ جس نے الکندی کو اُن دس غیر معمولی کمال و ذہانت رکھنے والون مین شمار کیا ہی جو ذکاوت و علوم مین ایسی اولین درجہ کی عقل رکھتے تھے کہ ابتدائے آفرینش سے سولہوین صدی عیسوی تک کوئی بھی اُس کا ہم پلہ نہین پیدا ہوا[5]، مشہور انگریز پادری راجر بیکن نے جو قرون وسطی کے مشاہیر مین سے ہی کہا ہی کہ الکندی اور ابن الہیثم اپنی ان تصانیف کی وجہ سے کہ جو انھون نے علم المرایا مین کی ہین بطلیموس کے ساتھ اولین صف مین شمار کئے جاسکتے ہین" نیز اٹلی کے مستشرق جیرارڈ آف کریمانو نے اُس کے اس علم کے بعض رسائل کا ترجمہ کیا ہی[6]،

[1] اگرچہ تمام تواریخ مین الفارابی کے سنہ وفات کے سوا سنہ پیدائش کا تذکرہ نہین ہی لیکن ابن خلکان نے لکھا ہی کہ اس نے اسّی برس کی عمر پائی، پس اس لحاظ سے اسکا سنہ پیدائش ۲۵۹ھ ہجری ہوتا ہی (دیکھو ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۔، مطبوعہ مصر)

[2] دیکھو کتاب مذکور مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۴۶، [3] طبقات الاطبار جلد ۱ صفحہ ۲۰۷، [4] ہمارے دوست نے اپنے مضمون مین اس مستشرق کا نام جیرون کارڈن لکھا ہی جسمین انھین دھوکا ہوا ہی کیونکہ غالباً انھون نے یہ نام عربی کے معرب نام غلیوم کردانو سے لیا ہی حالانکہ غلیوم کردانو درحقیقت معرب ہی ولیم کارڈنیو "Wilhelm Cardano" (بقیہ حاشیہ)

یورپین مستشرقین کی تحقیقات جہان قابل تحسین و آفرین ہین، وہان مضحکہ انگیز بھی ہین خصوصاً مشرقی علوم و معارف کے مسائل کی تحقیق کے میدان مین جو انھون نے جابجا ٹھوکرین کھائی ہین وہ نہایت تمسخر انگیز ہین، اوسکی وجہ یہ ہی کہ وہ یا تو مذہبی تعصب کی عینک چڑھا کر اس میدان مین قدم پیمائی کرتے ہین اور یا قلیل علمی زادراہ کے ساتھ، جس کی وجہ سے ٹھوکرین کھاتے ہین بعض اُن مین کے ہرچند یہ چاہتے ہین کہ اس عینک کو علٰحدہ کرکے قدم بڑھائین اور تعصب کو ظاہر نہ ہونے دین لیکن پھر بھی چونکہ یہ تعصب اُن کی جبلت مین داخل ہوتا ہی باوجود دبانے اور پوشیدہ رکھنے کے کہین نہ کہین ضرور ظاہر ہو ہی جاتا ہی،

علوم و معارف کے مسائل کی یورپین تحقیق و تدقیق کا سب سے بڑا اور مستند ترین ذخیرہ اس وقت یورپ کے نزدیک "انسائیکلو پیڈیا" ہی اُس مین **الکندی** کے حالات کے بیان مین لکھا ہی کہ "وہ پہلا شخص ہی جس نے مذہب اسلام کے ساتھ بغاوت کی[1]"، شاید اس سے مضمون نگار کا مقصد مبتدع اور بعض جزئی عقائد مین اختلاف رکھنے والا ہو، کیونکہ جہانتک تواریخ وغیرہ مین اس کے حالات ملتے ہین ان مین اسکا ثبوت کہین نہین ملتا کہ اس نے مذہب اسلام کی مخالفت کی ہو یا اپنی تصانیف مین سے کسی کا موضوع اسلام پر حملہ یا مخالفت قرار دیا ہو، البتہ یہ ضرور ہی کہ وہ بعض جزئی عقاید مین خصوصاً واجب الوجود کے متعلق اختلاف رائے رکھتا تھا اور اس کے دشمنون کو جو اُس کی مخالفت کے لئے کوئی چیز ملی ہی تو وہ اسکا صرف وہی عقیدہ ہی کہ جس کی رو سے وہ ارسطو کی طرح واجب الوجود کا صفات مطلقہ کے ساتھ قائل نہ تھا[2]، صفات مطلقہ سے مقصود واجب الوجود کی وہ صفات ہین کہ جو اوسکی ذات سے علٰحدہ تیز کیجا سکین، ارسطو حقیقتہً اس قسم کی صفات کا منکر تھا اور اس کا عقیدہ تھا کہ واجب الوجود کی ذات و صفات ایک ہی چیز ہے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا کہ جو اٹلی زبان کا نام ہی نیز یہ مستشرق بھی اطالوی تھا، [5] المقتطف جز ۱ صفحہ ۔، [6] ایضاً،

[1] دیکھو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مین "عربی فلسفہ کا بیان" "Arabian Philosophy"، [2] المقتطف جز ۱ صفحہ ۱۲

بہر حال اگر مضمون نگار نے اوسکی اسی قسم کی بدعت اور اختلاف عقیدہ کو مذہب اسلام کی بغاوت و مخالفت کی اولیت کا درجہ دیا ہو تو مضمون نگار صاحب کی کوتاہ علمی پر ہزار حیف! کہ اس سے پہلے تو بہت سے باغی و مخالف مثل معتزلہ وائل ابن عطار کے کہ جو دوسری صدی ہجری کے اوائل مین گذرا ہی، یا عمرو بن عبید، اور نظام اور ابو الہذیل اور جاحظ کے کہ جو الکندی سے پہلے ہوئے ہین، گذر چکے ہین،

الکندی کی تصانیف

الکندی کے علم و فضل کی کیفیت افسوس ہم تک براہ راست نہین پہنچی بلکہ بالواسطہ پہنچی ہی، یعنی خود اوسکی تصانیف ہم تک نہین پہنچین، بلکہ اوسکی تصانیف کی فہرستین اور تذکرے ہم مورخین کے زبانی سنتے ہین، الکندی کیطرح ہزارون لاکھون علمائے اسلام کے نام ہمین تواریخ مین ایسے ملتے ہین جنکی تصانیف کا ایک سے لیکر سیکڑون تک شمار تھا لیکن آج اون کے ان بے بہا جواہرات مین سے ایک بھی موجود نہین سب واقعات و حوادث عالم کی نذر ہو گئے،

اس وقت الکندی کے تبحر علمی جامعیت معلوم کرنیکا جو ذریعہ ہمارے پاس ہی وہ اس کی اُن کثیر تصانیف کی فہرست ہی جو اُس نے مختلف علوم مین کی ہین، ابن ندیم اور القفطی نے ہمین اوسکی تصانیف کی تقسیم کے لئے، ۱۷ علوم کے نام گنائے ہین لیکن حقیقت یہ ہی کہ ان سترہ علوم کی تصانیف کے علاوہ دیگر علوم مین بھی اوس کی تصانیف تھین،

علم معدنیات مین اُس کے کئی رسائل تھے، اور وہ یہ ہین: - رسالۃ فی انواع الجواہر والاشباہ[1]، رسالۃ فی انواع الزجاج، اور رسالۃ فی انواع الحدید والسیوف وجیدھا و مواضع انتسابھا[2]

علم کیمیا مین بھی اوسکی متعدد تصانیف تھین اُن مین سے بعض یہ ہین: - رسالۃ فی العطر وانواعہ، رسالۃ فی کیمیاء العطر، رسالۃ فی التنبیہ علی خدع الکیمیائیین، رسالۃ فی الطبیۃ رسالۃ فی الاجرام الغائصۃ فی الماء، رسالۃ فی الاجرام الھابطۃ اور رسالۃ فی عمل المرایا المحرقۃ

[1] القفطی جز ۱ صفحہ ۱۱، [2] ایضاً،

اخبار الحکماء مین القفطی نے انکی متذکرہ بالا سترہ علوم کی تصانیف کی طول طویل فہرست درج کرنیکے قبل لکھا ہی، "و لہ کتاب سماہ تسھیل سبیل الفضائل فی آداب النفس" پس اس کتاب کے نام سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ کتاب اُس نے علم اخلاقیات مین تصنیف کی تھی[1]

نیز مندرجہ بالا جملہ کے بعد اسی مین ہی کہ "و لہ کتاب فی معرفۃ الاقالیم المعمورۃ و غیرھا"[2] جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی یہ تصنیف علم جغرافیہ مین تھی،

افسوس کہ اسلام کے اس مایۂ ناز فیلسوف کے یہ سارے جواہر ریزے برباد ہو گئے اگر اُن مین سے بعض کا کہین وجود بھی ہی تو وہ دنیا کے مختلف کتب خانون مین قعر گمنامی مین ہین اور یا نہین تو اُن مین سے دو چار مستشرقین یورپ کی توجہات کی وجہ سے تبدیل ہیئت کے ساتھ آشکار ہوئے ہین، لیکن "تبدیل ہیئت" کے نقاب نے انکا اصلی جمال ہم سے مستور کر دیا ہے،

بروکلمن نے اپنی فہرست مین لکھا ہی کہ اسکی بعض تصانیف یورپ کے کتب خانون مین قلمی موجود ہین[3]، ہمارے دوست نے اس کی صرف تین تصانیف ایسی بتلائی ہین جنکا لاطینی ترجمہ یورپ مین شائع ہوا ہی لیکن ان کے علاوہ اسکی دو تصنیفین اور بھی یورپ مین لاطینی زبان مین شائع ہوئی ہین، ایک تو اس کے پانچ رسائل کا مجموعہ ہی جس کا لاطینی ترجمہ مشہور اطالوی مستشرق ناجی نے ۱۸۹۷ء مین شائع کیا اور اس مجموعہ مین اول رسالہ ماہیت عقل ہی، نیز ارسطو کی ایک کتاب کا ترجمہ کہ جو ربوبیت کے متعلق، فرفوریوس[4] صوری کی تفسیر ہی عبد المسیح بن عبد اللہ ناعمہ الحمصی نے عربی مین کیا تھا اور اوسکی تصحیح خلیفہ معتصم باللہ کے لڑکے احمد کیلئے الکندی نے کی تھی برلن مین ۱۸۸۲ء مین طبع ہو چکا ہی،

الکندی اور فن موسیقی

دنیا بھی ایک عجیب انقلاب زار ہے، ثبات و قیام اس مین کسی کو نہین حتی کہ[5]

[1] اخبار الحکماء، مطبوعہ مصر صفحہ ۲۴۱ [2] ایضاً [3] دیکھو فہرست مذکور، مطبوعہ یورپ مین الکندی کا بیان [4] یونان کا ایک حکیم جو بقراط سے پہلے گذرا ہی اور جالینوس کے بعد [5] المقتطف جز ۱ صفحہ ۱۱،

معنویات کو بھی نہین، اس مین ایک چیز بنتی ہی تو دوسری بگڑ جاتی ہی، ایک چراغ جلتا ہی تو دوسرا بجھتا ہی، ایک کلیہ قائم ہوتا ہی تو دوسرا ٹوٹتا ہی، ایک خیال پھیلتا ہی تو دوسرا فراموش ہوتا ہی، ایک اصول دریافت ہوتا ہے تو دوسرا شکست ہوتا ہی، ایک فن رائج ہوتا ہی تو دوسرا مٹتا ہی،

ابتدائے آفرینش سے آج تک دنیا مین ہزارون ہی کلیون، اصولون، خیالون، نظریون، اور فنون کی ترویج ہوئی لیکن ہر آنیوالا زمانہ اپنے ساتھ ایک نئے کلیہ ایک نئے اصول، ایک نئے خیال، ایک نئے نظریہ ایک نئے فن کی علحدہ ایک نئی فوج لایا اور اپنے ماقبل کو شکست دیکر مٹا دیا،

ایک زمانہ تھا کہ خوشنویسی کے فن کی یہ قدر تھی کہ اگر کوئی مشہور خوشنویس میر عماد کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک حرف لاتا تھا تو بادشاہ شاہجہان اُسے یکصدی منصب عطا کرتا تھا[1]، میر خلیل اللہ (مشہور عراقی خوشنویس) بادشاہ دکن ابراہیم عادل شاہ ثانی کے پاس کتاب نورس لکھکر لیجاتا ہی تو وہ اسے اپنی برابری مین تخت شاہی پر جگہ دیتا ہی اور پھر تمام امراء وزرائے دربار کو حکم دیتا ہی کہ وہ اُس کے جلوس مین اُس کے مکان تک جائین، نیز یہی خوشنویس جب سلطنت دکن کی جانب سے قاصد بناکر ایران بھیجا جاتا ہی تو خود شاہ ایران اوسکی تعریف مین اس طرح رطب اللسان ہوتا ہی،

خورشید عراق از دکن مے آید — کان لعل بکان خویشتن می آید
سر دفتر جملہ خوشنویسان جہان — یعنی کہ خلیل بت شکن می آید[2]

لیکن ایک زمانہ اب ہی کہ کسی کو اگر اس مین کچھ تھوڑا بہت کمال حاصل ہی تو اس غریب کے لئے سوائے اس کے چارہ نہین کہ وہ مطابع یا جرائد کے دفاتر مین ایک قلیل تنخواہ پر دیدہ ریزی کے ساتھ کاپی نگاری کرے اور بس۔

بالکل یہی حال علم موسیقی کا ہوا، اگرچہ اگلے زمانہ مین بادشاہون کے دربارون اور امراکی

---

[1] تذکرۂ خوشنویسان مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۹۲ [2] ایضاً صفحہ ۹۷،

محلون کو مغنی اور کنیزین اپنی نغمہ سرائی کے کمال سے مست کیا ہی کرتی تھین لیکن بڑے بڑے فضلاء و شرفا بھی اس مین مہارت تامہ رکھتے تھے، اور نہ صرف مہارت تامہ بلکہ اس کے اندر موجد و مخترع بھی ہوتے تھے، لیکن انقلاب زمانہ دیکھئے کہ اب یہی فن ایک خاص طبقہ کے ساتھ اس طرح مخصوص ہوگیا کہ شرفا، اور فضلاء کے لئے اب اُس مین ہاتھ ڈالنا ننگ و عار ہی، اسی بعد و انقلاب کی وجہ ہی کہ اگر آج فضلائے سلف مثل الکندی السرخسی[1]، الفارابی[2]، ابن سینا[3]، ابن فتحون[4] السرقسطی اور امیر خسرو[5] وغیرہ کی اس فن کی تصانیف مین سے خال خال کہین قلمی نوادر موجود بھی ہین، تو وہ ہم لوگون کی عقول و فہم کے لئے ،،راز سربستہ،، بھی ہین، موجودہ درسیات کی مشہور و متداول کتاب اخلاق جلالی مین ملا جلال الدین نے ،،نغمہ،، پر ایک باب باندھا لیکن آج تک وہ عقدۂ لاینحل ہی رہا،

الکندی کا شمار بھی اُن ہی فضلائے اسلاف مین ہے جنھین اس فن مین پورا عبور تھا، افسوس کہ ہمارے دوست نے اپنے مضمون مین اس کے متعلق صرف چند ضمنی اشارات پر اکتفا کیا ہے حالانکہ اس مین اُسکی مہارت اس سے زیادہ تفصیل کی طالب تھی، اس لئے غالباً غیر مناسب نہوگا اگر ہم یہان پر بالاختصار اُس قصہ کو ہدیۂ ناظرین کرین جو اخبار الحکماء مین اُس کے اس فن مین کمال رکھنے کے ثبوت مین مذکور ہے،

ایک عجیب حکایت الکندی کے متعلق یہ بیان کرتے ہین کہ اس کے پڑوس مین ایک بہت بڑا تاجر رہتا تھا جسکی تجارت کا کاروبار نہایت ہی وسیع پیمانہ پر تھا، اُسکا ایک لڑکا تھا جس کے

---

[1] احمد بن الطیب السرخسی الکندی کا شاگرد اور علم موسیقی مین صاحب تصنیف تھا، [2] اسلام کا مشہور فیلسوف ابو نصر الفارابی جو ۲۵۹ھ مین پیدا ہوا اور ۳۳۹ ہجری مین مرگیا، [3] اسلام کا مشہور فیلسوف و طبیب جو شیخ الرئیس کے لقب سے مشہور ہے ۳۷۰ ہجری مین پیدا ہوا اور ۴۲۸ھ مین فوت ہوگیا، [4] سرقسطہ (سیراگوسا) اندلس کا ایک مشہور حکیم ہی جو علاوہ دیگر علوم کے فن موسیقی مین بھی صاحب تصنیف گذرا ہی، (طبقات الامم صفحہ ۱۰۶) [5] حضرت امیر خسرو ہندوستان

(باقی)

ہاتھ مین اُس کے لین دین، آمد و خرچ کی تمام نوشت و خواند تھی، یہ تاجر الکندی کی نہایت حقارت کرتا اور بغض و حسد کی وجہ سے ہمیشہ اُس پر طعن و تشنیع کیا کرتا تھا، اتفاق سے ایک مرتبہ اُس کے لڑکے کو یکایک سکتہ کا مرض ہو گیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کا سارا کاروبار رک گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ازروی حساب کے لوگون پر اسکا کیا نکلتا ہی اور اُس پر اُن کا کیا باقی ہی؛ ادہر بیٹے کے مرض کا صدمہ اُس پر مستزاد اس لئے اُس نے بغداد کے کسی طبیب کو نہین چھوڑا جس کے پاس وہ نہ گیا ہو اور اُس سے مریض کو دیکھنے کی خواہش نہ کی ہو، لیکن تقریباً تمام اطبا نے مرض کے شدید و خطرناک ہو جانیکی وجہ سے انکار کر دیا اور جنھون نے قبول کیا اونکا قبول کرنا چندان سود مند ثابت نہ ہوا، تب لوگون نے اُس سے کہا کہ تو تو ایک ایسے فیلسوف عصر کے جوار مین رہتا ہی کہ جو اس مرض کا سب سے بہتر علاج جاننے والا ہی اسلئے اگر تو اس کے پاس جاتا تو تجھے کامیابی ہوتی، بالآخر اس ضرورت نے تاجر کو مجبور کیا کہ وہ الکندی کے پاس اُس کے بھائیون مین سے کسی کو ساتھ لیکر جائے اگرچہ یہ جانا اس کے لئے نہایت شاق تھا، الکندی نے اُسکی استدعا کو قبول کر لیا اور تاجر کے مکان مین جا کر اس کے لڑکے کو دیکھا، اُسکی نبض دیکھی اور حکم دیا کہ اس کے علم موسیقی کے تلامذہ مین سے وہ حاضر ہون جو عود بجانے مین ماہر ہون اور بجانے کے ان طریقون سے واقف ہون جو غم و بیچینی کو دور کرنے اور قلب و نفس کو قوت دیتے ہین، پس اُن مین سے چار شاگرد آگئے، الکندی نے انھین عود کے سرون کے مواقع پر اپنی انگلیان رکھکر بجانیکا طریقہ تبلادیا اور حکم دیا کہ وہ اس کے سرہانے اسی طریقہ سے بجاتے رہین اور خود لڑکے کی نبض پکڑے رہا، اتنے مین لڑکے نے سانس لینا شروع کیا اور اس کی نبض بھی متحرک ہوئی، یہانتک کہ اُس نے حرکت کی، اٹھکر

بقیہ حاشیہ صفحہ ماقبل) کے مشہور صوفی و شاعر گذرے ہین جو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے ہمعصر تھے، فن موسیقی مین ایسا کمال رکھتے تھے کہ ان کے قبل کوئی بھی اونکا ہمسر نہین گذرا، بہت سی جدید راگنیون کے موجد تھے "ستار" بھی انھی کی ایجاد ہی مفصل حالات کے لئے دیکھو "بیان خسرو" مؤلفہ مولنا شبلی مرحوم،

بیٹھ گیا اور بات چیت کرنے لگا، لیکن وہ لوگ عود کو بدستور اسی طریقہ سے بجایا کئے، پھر الکندی نے اس کے باپ سے کہا کہ تو اپنے لڑکے سے جو کچھ اپنے لین دین کے متعلق پوچھنا چاہتا ہی پوچھ لے اور لکھ لے، اس نے اس سے پوچھنا شروع کیا، لڑکا اسے تبلاتا جاتا تھا اور یہ اسے لکھتا جاتا تھا یہانتک کہ جب اس نے سب لکھ لیا تو بجانے والے دفعۃً بجانیکا طریقہ بھول گئے اور لڑکے کا سکتہ مین پھر وہی حال ہو گیا اس پر اس کے باپ نے الکندی سے دوبارہ خواہش کی کہ وہ پھر انھین اُسی طریقہ سے بجانیکا حکم دے جس طرح سے کہ وہ پہلے بجا رہے تھے تب اس پر الکندی نے جواب دیا کہ افسوس لڑکے کی زندگی اسیقدر باقی تھی، اب جو کچھ ہو گیا اس مین کوئی چارہ کار نہین، اور نہ انسان کے لئے عمر پوری ہو جانے کے بعد اس مین کچھ بڑھانیکی کوئی سبیل ہے[1]،

پس اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ الکندی کو علم موسیقی پر کس قدر مجتہدانہ عبور تھا، بہت ممکن ہی کہ ہمارے بعض ناظرین کو اس قصہ کی صداقت کے تسلیم کرنے مین تامل ہو لیکن کیا آج بھی جبکہ یہ عالم اصوات کے حقائق مستورہ سے روز بروز حجاب اٹھتا چلا جاتا ہی اس کی صداقت کے اعتراف مین تامل ہو سکتا ہی؟ اور اگر یہ ناقابل اعتراف ہی تو اس سے تو کہین زیادہ سینور مارکونی کا محیر العقول "لاسلکی ٹیلیفون" یا جرمنی کا وہ عجوبہ زار "مختبر صوتی" (لیباریٹری آف ساونڈز) کہ جس کے اندر ہزارہا سال کے لئے دنیا کے اہم ترین قائدین و زعما، فلاسفہ و علما، خطیب و شعرا کی آوازین محفوظ کیجا رہی ہین ناقابل اعتراف ہی، ہا مشاہدہ و تاریخ کے گذشتہ واقعات و حوادث علم موسیقی کے حیرت انگیز اثرات پر پوری طرح شاہد ہین،

حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ کا جب اس دنیائے فانی سے کوچ کرنے کا وقت قریب آیا تو وہ "جام موسیقی" ہی تھا کہ جس کے سرور نے انھین جلد سے جلد داصل باالحق کیا[2]،

[1] دیکھو اخبار الحکما للقفطی صفحہ ۲۴۶ و ۲۴۷ مطبوعہ مصر، [2] جب حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اکبر نے تان سین کو اُن کے نزدیک بھیج دیا تھا، اور اوس کے گانے پر اون کا وصال ہو گیا تھا (یہ روایت مین نے استاذی مولنا ابو الکلام آزاد مدظلہ کی زبانی رانچی مین سنی تھی جبکہ وہ علم موسیقی کے متعلق کچھ لکھ رہے تھے)

جہانگیر کے دربار مین ملا علی احمد مہرکن نے جب انتقال کیا تو وہ موسیقی ہی کے ترانے تھے کہ جن کے اثر سے مسحور ہو کر انھون نے یکدم اس دنیائے فانی کو خیر باد کہا[1]

حضرت[2] مولٰنا شاہ محمد حسین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے جس فرط شوق سے بیتاب ہو کر دفعۃً کالبد خاکی کو اجمیر مین خالی کیا تو وہ موسیقی ہی کے دل آویز نغمون کا پیدا کیا ہوا تھا،

پس جو شے اپنے اندر اس قدر اثر رکھتی ہو کہ اُس کے اثر سے انسان کی روح تک پرواز کر جا سکتی ہو اس سے کیا یہ امر بعید خیال کیا جا سکتا ہو کہ وہ قلبی و روحانی امراض کا بھی علاج کر سکے؟ اور کیا ان عظیم الشان تاریخی شواہد و حقائق کے بعد بھی مذکورہ بالا قصہ کی صداقت مین شک و شبہہ کی گنجائش رہ سکتی ہے؟

الکندی کے اقوال حقیقت یہ ہو کہ آج صدیان گذر جانے کے بعد ہمارے نزدیک اپنے اسلاف کی ذہانت و فطانت اور کیفیت معیشت کے صحیح حالات معلوم کرنے کے علاوہ تاریخی سوانحات کے دو ہی ذریعے ہین ایک تو تصنیفات دوسرے اقوال، تصانیف سے تو ہمین خاص خاص موضوعات علمیہ پر اونکی رائے، اس کے متعلق دلائل و براہین، اُن کی وسعت معلومات اور تبحر علمی کے حالات معلوم ہوتے ہین، اور اقوال سے اُن کے عادات و اخلاق، ذاتی معلومات و تجربات، کیفیت معیشت اور افتاد مزاج کا پتہ چلتا ہے،

پس اگر آج ہم اس قدر بدقسمت ہین کہ الکندی کی صدہا تصانیف مین سے ایک سے بھی متمتع

---

[1] یہ موت جب کہ بادشاہ جہانگیر کے دربار مین قوال گا رہے تھے اس کے سامنے ہوئی ہو، جہانگیر نے اُسکا مفصل قصہ تزک مین لکھا ہو اور لکھا ہو کہ اس قسم کی موت میری تمام عمر مین پہلی مرتبہ مین نے دیکھی مفصل حالات کے لئے تزک جہانگیری مطبوعہ نولکشور صفحہ ۸۲ دیکھو،

[2] اس واقعہ کو زیادہ عرصہ نہین ہوا ہے، رجب ۱۳۲۲ھ ہجری کا واقعہ ہو،

نہین ہو سکتے تو کم سے کم ہم اُس کے اقوال سے تو بہرہ اندوز ہون کہ جنکو ہماری بلاکسی تلاش و جستجو کے تواریخ کے صفحات ہمین پیش کر رہے ہین،

تواریخ مین جو الکندی کے اقوال مذکور ہین وہ دو قسم کے ہین:

(۱) منظوم

(۲) منثور

(۱) منظوم مین اس کے دو قسم کے اشعار پائے جاتے ہین ایک تو وہ جو معشوق کے ساتھ اظہار اشتیاق مین ہین اور جنکو ابن قتیبہ نے اپنی کتاب فرائد الدر مین نقل کئے ہین اور یہ صرف دو ہین،

وفی اربع منی خلت منک اربع — میری چار چیزون مین تیری چار چیزین داخل ہو گئی ہین

فما انا ادری ایھا ھاج لی کبری — پس مین نہین جانتا اُن مین سے کس نے میری تحمیت کو برانگیختہ کر دیا ہو، آیا تیرے چہرہ جمال نے میری آنکھون

اوجھک فی عینی او الطعم فی فمی — مین یا ذائقہ (بوسہ) نے میرے منہ مین یا تیرے کلام نے

ام النطق فی سمعی ام الحب فی قلبی[1] — میری سماعت مین یا تیری محبت نے میری قلب مین؛

" " " "

دوسرے وہ جس مین اُس نے زمانہ کی شکایت کرتے ہوئے اوسکی بے وفائی سے بچنے کے لئے نصیحت کی ہو ان اشعار کو شیخ ابو محمد حسن بن عبد اللہ نے اپنی کتاب الحکم والامثال مین احمد بن الطیب السرخسی (شاگرد الکندی) کی روایت سے بیان کیا ہو اور وہ یہ ہین:

اناف الذنابی علی الارؤس — فغمض جفونک او نکس

کہین دُم ذیل سرون پر چڑھ گئے ہین — خواہ تو اپنی آنکھون کو بند کرے یا سر جھکائے (یعنی منہ پھیرے)

وضائل سوادک واقبض یدیک — وفی قعر بیتک فاستجلس

---

[1] طبقات الاطبا، جلد ا صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ مصر،

تو اپنی شخصیت کو گم کردے اور ہاتھون کو بند کرلے — اور اپنے مکان کے گوشہ مین بیٹھ جا،

وعند ملیکک فابغ العلو — وبالوحدة الیوم استأنس

اور اپنے مالک (یعنی خدا) کے نزدیک بلندی طلب — اور تنہائی سے دن مین موانست کر (یعنی گوشہ نشین ہو)

فان الغنی فی قلوب الرجال — وان التعزز بالانفس

اس لئے کہ اصلی غنا لوگون کے دلون مین ہوا کرتا ہے — اور اصلی عزت نفس سے (یعنی خودداری سے) ہوا کرتی ہے

وکائن تری من اخی عسرة — غنی وذی ثروة مفلس

اور دیکھیگا تو بہت سے اپنے تنگ حال بھائیون کو — غنی اور دولتمندون کو مفلس

ومن قائم شخصه میت — علی انه بعد لم یرمس

اور بہت سے زندون کو کہ جنکی ذات مردہ ہے — اگرچہ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ ابھی دفن نہین کئے گئے ہین،

فان تطعم النفس ما تشتهی — تقیک جمیع الذی تحتسی[1]

پس اگر نفس کو انکی خواہش کے موافق کھانا کھلایا جائیگا — تو وہ اگلا پچھلا کھایا ہوا سب اگلوا دیگا

ان اشعار پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود الکندی کی زندگی خوشحالی اور مسرت و فراغت سے نہین گذری کیونکہ ان سے حزن و ملال ٹپک رہا ہے، اور یہ امر کچھ تعجب انگیز نہین اس لئے کہ تکلیف و حسرت اور رنج و غم جیسا کہ ایڈورڈ ذیلر[2] نے اپنی تاریخ فلاسفہ مین کہا ہے، ابتدا سے حکمار و فلاسفہ یا بالفاظ دیگر "امم منکرہ" کے مابہ الامتیاز رہے ہین، نیز باوجود اس غم آلود زندگی کے ان اشعار سے انکی علو نفس اور غنائے قلبی کا ترشح بھی ہوتا ہے۔

(۲) اُس کے منثور اقوال یہ ہین:

[1] طبقات الاطبار جلد ۱ صفحہ ۲۰۹، [2] ایڈورڈ ذیلر (از ۱۸۱۴ء تا ۱۹۰۸ء) جرمن کاتب و فیلسوف برلن مین فلسفہ کا پروفیسر رہا ہے "تاریخ فلاسفہ" یونان کا مصنف ہے،

اطبار کو نصیحت،

لیتق الله تعالی المتطبب ولا یخاطر — نیم حکیم کو چاہئے کہ وہ (علاج کرنے مین) اللہ سے ڈرے

فلیس عن الانفس عوض — اور یہ خیال کرے کہ جان کا کوئی عوض نہین

کما یحب ان یقال انه کان سبب — جس طرح یہ ضروری ہے کہ یہ کہا جاوے کہ طبیب بیمار کی

عافیة العلیل وبرئه کذالک فلیحذر — صحت کا سبب ہوا ہے اسی طرح اس کا خوف بھی

ان یقال انه کان سبب تلفه وموته — ضروری ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ بیمار تلف کرنے اور موت کا سبب ہوا ہے،

طلبار کو نصیحت،

العاقل یظن ان فوق علمه علما فهو — جو عاقل ہے وہ خیال کیا کرتا ہے کہ اُس کے علم کے اوپر

ابدا یتواضع لتلک الزیادة والجاهل — اور بھی علم ہے اسلئے وہ ہمیشہ اس زیادتی کے لئے تواضع

یظن انه قد تناهی فتمقته النفوس — کیا کرتا ہے اور جو جاہل ہے وہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ منتہی

لذالک، — ہو گیا ہے پس لوگ اُسے اس لئے دشمن جاننے لگتے ہین،

ابن بختویہ نے اپنی کتاب المقدمات مین نقل کی ہے کہ اُس نے اپنے بیٹے کو مندرجہ ذیل نصیحت کی تھی،

یا بنی الاب رب — اے میرے بیٹے باپ پرورش کرنیوالا ہے

والاخ فخ، والعم غم، والخال وبال، — بھائی جال ہے، چچا غم ہے، خالو وبال ہے،

والولد کمد، والاقارب عقارب، — اولاد تکلیف ہے اور اعزا بچھو ہین،

نیز مندرجہ ذیل نصیحت بھی اُس نے اپنے بیٹے کو کی تھی،

قول "لا" یصرف البلاء — "نہین" کا لفظ بلا کو دور کر دیتا ہے،

فقول نعم بزیل النعم — اور "ہان" کا لفظ نعمتون کو زایل کر دیتا ہی،

وسماع الغناء برسام حاد لان — گانا سننا مہلک بیماری ہی اس لئے کہ انسان جب

الانسان یسمع فیطرب وینفق فیسرف — اُسے سنتا ہی تو خوش ہوتا ہی اور انفاق کرتا ہی پھر

فیفتقر فیغتم فیعتل فیموت — فضول خرچی کرتا ہی پھر فقیر ہو جاتا ہی جسکی وجہ سے

" " " " — غم کرتا ہی پھر اس غم کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہی اور

" " " " — پھر مر جاتا ہی،

مزید اقوال:-

الدینار محموم فان صرفتہ مات — دینار کو بخار چڑھا رہتا ہی پس تو اگر اُس مین تصرف

" " " " — کرتا ہی تو وہ مر جاتا ہی،

الدرھم محبوس فان خرجتہ فرّ — درہم قیدی کی طرح ہوتا ہی پس اگر تو اُسے نکالتا ہی

" " " " — تو وہ فرار ہو جاتا ہی،

نفسیات ترغیب (۳)

از مولوی وہاج الدین احمد صاحب بی اے، دارالمعلمین حیدر آباد دکن

تخیل کا ترغیب کے بقیہ دو عنصر (ذہنی وجذبی) پر اثر

تخیل، اپنی صفت اختراعی کے ذریعہ سے جو اثر عنصر ذہنی (درک صورۃ حالات گفتگو بیان) پر کرتا ہی اسے ہم زید کی مثال مین دیکھ چکے ہین، لیکن اوسکا اثر عنصر جذبی پر بھی ہوتا ہے اور ان مین بھی متخیلہ کی وساطت سے ایک تازہ روح پھونکی جاتی ہی، اور تقویت دیجاتی ہی مثلاً لارڈ بروگھم کی تقریر کا آخری حصہ "حضرات! کیا یہ عالمگیر خوشحالی الخ . . . . . ." ہمدردی انسانی، اور اخوت کے جذبات کو شہ دیکر، اُن کی ترغیب کو زیادہ موثر بنا دیتا ہی، زید ایک ایسے خاندان کی خیالی تصویر کھینچکر جو بائسکوپ کی بدولت تباہ ہوا ہی، اپنے جذبات ترحم اور انسانی ہمدردی کو برانگیختہ کرتا، اور پہلے سے بھی زیادہ ترک تعیشات کا موید بنجاتا ہی، مختصر یہ کہ تخیل کی وساطت سے جذبات کا حلقۂ اثر وسیع ہو جاتا ہی ہمارے جذبات کو جوش دینے کے لئے کسی صورۃ حالات کی موجودگی لازم نہین رہ جاتی، اگر اصلیتاً اور واقعتاً بائسکوپ کی وجہ سے کوئی خاندان تباہ نہ ہوا ہو تو کیا حرج ہی؟ زید کا متخیلہ، خیالی دنیا مین اس تباہی کا منظر اوس کو دکھا سکتا ہی، اور اُس کے اعتقاد کو زیادہ پختہ بنا دیتا ہی، ترغیب پر وجدان کے اثر سے بحث کرتے وقت جس مورخ کا ہم نے ذکر کیا تھا اوس کی مثال بھی اس حقیقت کو واضح کر دیتی ہے، دشمن کوسون دور ہی، مگر اوسکے شہر مین آجانیکی خیالی تصویر جذبۂ خوف کو برانگیختہ کر دیتی ہی، دشمن کی فتح امکانی حد سے گذر کر تیقن کے درجہ تک ابھی نہین پہونچی ہی، مگر اس کی فتح کی خیالی تصویر سے ڈرا کر لوگون پر وہی جذبات طاری کئے جاتے ہین جو اوس وقت ہوتے جبکہ دشمن کی فوجین شہر کے دروازہ پر کھڑی ہوتین، غرضکہ ترغیب مین متخیلہ کی بدولت، واقعات کی عدم موجودگی مین اونکی تصویر ہی سے مدد لی جاتی ہی،

جس طرح کہ تخیل کی بدولت، ہماری ترغیب، واقعات کے وجود کی محتاج نہین رہتی، اسی طرح یہ بھی لازم نہین رہجاتا کہ جب تک ان واقعات کے نتائج، کا اثر ہماری ذات پر نہو، اس وقت تک ترغیب موثر نہو نہین اگر ہماری ذات کسی "واقعہ" کے مضر اثرات سے بڑی بھی رہے، تب بھی دوسرون کی ذات پر اس کے جو مضر اثرات ہوئے ہین اُن کی خیالی تصویر کھینچ یا ہم مین جذبہ رحم و غضب، انتقام وغیرہ کو برانگیختہ کرسکتا ہی اور ہم اپنے آپ کو اس "واقعہ" کا مخالف بنا سکتے ہین، مثلاً لارڈ بروگم کی تقریرہی کو دیکھو، حالانکہ رسم غلامی کے صحیح نتائج سے اہل انگلستان بالکل محفوظ تھے، تب بھی افریقہ کے غلامون کی تکالیف کا خیالی نقشہ کھینچکر، لارڈ موصوف نے اپنے ہموطنون مین جذبات ہمدردی، ترحم اور اخوت کو برانگیختہ کیا اور ان کو ایک معینہ طرز عمل (مثلاً چندہ دینا یا رزولیوشن پاس کرنا) کی ترغیب دی، اگر ہماری متخیلہ مین یہ تاثیر ہوتی تو اخوۃ کا وجود ہی نہ ہوتا، ہندوستان کے مسلمان ہمرنا کے مظلوم مسلمانون کی تکلیف کے خیال سے بے چین ہوتے اور

چیست ہمدردی طپیدن از تب ہمسائگان   از سموم نجد در باغ عدن پژمان شدن

کا مفہوم ہی نہ رہجاتا،

یہ تو تخیل کا اثر جذبہ اور استدلال پر ہوا، لیکن جذبات بھی تخیل پر اپنا اثر ڈالتے ہین، ایک خوفزدہ شخص (جس پر جذبۂ خوف طاری ہی) کسی خطرے کو آتے دیکھکر، یا کسی آنیوالے خطرات کے خیال سے، اوس کے روک اور اپنی حفاظت کے ذرائع کا تخیل کرتا ہی، ہر شخص جانتا ہی کہ شبہ، بدگمانی، اور حسد کے جذبات سے متاثر ہوکر حضرت انسان کیا کچھ نئی ترکیبین سوچتے، اور جودت طبع کا ثبوت دیتے ہین، جس شخص کے دل مین آتش انتقام بھڑکتی ہوتی ہی، اپنے دشمن کو نقصان پہونچانے کے لئے، اوسکا متخیلہ کن کن نئی ترکیبون کو نہین سوچتا، زمانہ جنگ مین، دشمن کو غارت کرنے کے لئے جن حیرت انگیز ایجادون سے کام لیا جاتا ہی وہ دراصل جذبۂ خوف ہی جو متخیلہ کے ذریعہ سے اپنی حفاظت (اور دوسرون کی تباہی) کے عجیب و غریب طریقے سوچتا ہی، خلاصہ یہ کہ عمل ترغیب مین ہمارے جذبات، تخیل اختراعی سے مدد لیکر، نئے نئے راستے، اور نئی نئی حکمتین اپنی تشفی

کی ڈھونڈھ نکالتے ہین،

ترغیب کی نفسیاتی تشریح کا خلاصہ عمل ترغیب کے عناصر ثلاثہ کے متعلق جو کچھ تفصیل کی گئی، اس کا اجمال یہ ہے کہ تینون عناصر جذبی، ذہنی، تخیلی ساتھ ساتھ ترغیب مین کام کرتے ہین، ان تینون کے باہمی انضمام اور اُنکے متحدہ اثر ہی سے ترغیب وجود مین آتی ہی اور ہر مکمل ترغیب مین یہ تینون کام دیتے ہین، عنصر ذہنی کی بدولت درک واقعات، یا "صورت حالات" کا صحیح بیان ہوتا ہی، اصول قائم کئے جاتے ہین، اور منطق سے کام لیا جاتا ہی (اگرچہ وہ غلط ہوتی ہی) عنصر تخیلی کی بدولت توضیحات، اور خیالی تصویرین پیش کی جاتی ہین جو ترغیب کو کامیاب بنانے مین مدد دیتی ہین، عنصر جذبی کی وساطت سے افعال پر اثر ڈالا جاتا ہی، اور مجوزہ طرز عمل کی پیروی کرائی جاتی ہی، اس عنصر (جذبی) کی ترغیب مین وہی حیثیت ہی جو بھاپ کی انجن چلانے مین، غرضکہ ایک دوسرے مین مخلوط ہوکر، باہمدگر ایک دوسرے پر اثر ڈالکر، آخر مین یہ تینون عناصر ایک لباس مین نظر آتے ہین، اور وہ "ترغیب" ہے،

ہمارے مذکورۂ بالا بیان سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ترغیب کی ایک ہی قسم ہی، غلط ہے، عمل ترغیب کے اجزائے ترکیبی، نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو بے شمار ہین اور جن مختلف اسلوبون سے وہ آپس مین ملکر عمل پیرا ہوتے ہین ان کا اندازہ لگانا بھی دشوار ہی، ہر عمارت کی اجزائے ترکیبی اینٹین ہوا کرتی ہین، لیکن مختلف ترتیب سے جب یہ اینٹین فراہم کی جاتی ہین، مکان، مسجد، گرجا، مندر، کہلاتی ہین، بعینہ یہی حال ترغیب کے اجزائے ترکیبی کا ہی، وہ اتنی ہی بے شمار ہین جتنے کہ مرد و زن کی اقسام،

لیکن بنظر سہولت ہم نے ترغیب کی تین بڑی قسمین بلحاظ اون کے اہم اجزائے ترکیبی کے قائم کی ہین اور ان مین بھی کمی و بیشی ممکن ہی، کبھی عنصر ذہنی کی زیادتی ہوتی ہی، مثلاً ایسے شخص کی ترغیب جسکی قوۃ استدلال بہت کچھ بڑھی ہوئی ہو، کبھی عنصر تخیلی کی کثرت ہوتی ہی، اور کبھی عنصر جذبی کا پلہ بھاری ہوتا ہی، ان تینون عناصر مین سے کسی ایک، یا دو کی زیادتی اور تیسرے کی کمی، یا تیسرے کی زیادتی اور کسی دو کی کمی، یا طریقہ آمیزش

کا اختلاف، ترغیب کی اقسام مین بھی باہمدگر اختلاف پیدا کر دیتا ہی اور یہی وجہ مختلف قومون مین طریقۂ ترغیب کے اختلاف کی ہی، اکثر اور اجذ گزمو ا لیون سے ہم مسلسل دلائل کی توقع رکھ سکتے ہین، ایرانیون، عربون اور بنگالیون کی ترغیب مین جذبی عنصر زیادہ پایا جاتا ہی، وعلیٰ ہذا صنف کے اعتبار سے بھی طریقۂ ترغیب مین اختلاف پایا جاتا ہی، عورتون کی منطق بدنام ہی ہی، لیکن یہ اختلافات لفظی اور سطحی ہین اور ان کو کلیہ نہین مانا جا سکتا، بہت سے گزمو الی اکثر بنگالیون سے زیادہ جذبات کے زیر اثر ہو سکتے ہین، بہت سے بنگالیون مین اکثر گزمو الیون سے زیادہ استدلال منطقی اور ارتباط خیالات پایا جاتا ہی۔ اسی طرح سے، بہت سی عورتین اکثر مردون سے زیادہ دلیل اور منطق عقلی کی اہل ہوتی ہین، غرضکہ ترغیب کو ان تین عناصر کے لحاظ سے مختلف اقسام مین تقسیم کرنا بنظر سہولت ضرور مستحسن ہی، لیکن ساتھ ہی یاد رکھنا چاہئے کہ ان تینون مین سے ہر ایک کی ذیل مین متعدد اقسام آ سکتی ہین اور ہر حالت مین ترغیب کی ماہیت بلحاظ ترغیب کنندہ کی انفرادی شخصیت اور اس کے نفس کی حالت مختلف ہو سکتی ہی،

اکثر اوقات ایک ہی فرد مین بلحاظ اختلاف زمان ترغیب کے طریقون مین بھی اختلاف پایا جاتا ہی، کچھ ترغیبین (ایک ہی شخص مین) بہ نسبت دوسرون کے زیادہ مبہم اور غیر ارادی ہوتی ہین، رات کے وقت جب تم بستر پر لیٹے ہوئے نیند کی اُمید مین کروٹین لیا کرتے ہو تو تمہاری ذاتی ترغیبات کیا کچھ عجیب و غریب شکلین اختیار کرتی ہین، ابھی تھوڑی دیر پہلے، رات کے سناٹے مین تم کیا کیا دہشت ناک خیالات مین گھرے ہوئے تھے، تمہاری ترغیبات ذاتی نے تم کو عجیب افسردہ حالت مین ڈالدیا تھا، صبح ہوئی تو سب خیالات کافور ہو گئے، اور تم خوش آئندہ اُمیدین باندھنے لگے، اور اپنی خیالی دنیا کے پیرو بن گئے، تھوڑی دیر بعد شہر جانیکا اتفاق ہوا تو دنیا ہی نئی تھی، نہ رات کی دہشت ناک باتین تھین، نہ صبح کے خوش آیند خیالی پلاؤ، شہر مین کسی پرانے بیوپاری سے ملاقات ہوئی تو تمام ترکو ششین اوسے سمجھاتے، راہ راست پر لانے اور اپنے حسب منشا ترغیب دینے مین صرف ہونا شروع ہوئین، اب تمہاری ذات، تمہارا شعور

واحد ہی، اور ترغیبات کی گونا گونی کا یہ عالم ہی، لیکن باوجود اس قدر اختلاف کے بھی، ترغیب کی ماہیت وہی ہی اور اس کے اجزائے ترکیبی وہی عناصر ثلاثہ ہین، ہر ترغیب مین خواہ وہ کسی قسم کی ہو، یا کسی خاص شخص سے متعلق ہو ہمیشہ کسی نہ کسی مقصد کا وجود پایا جاتا ہی جس کے حصول کی بالارادہ یا نادانستہ طور پر تدبیر کی جاتی ہی، اور اس کے ساتھ ہی ہر ترغیب مین ذہن، متخیلہ، جذبہ، ان تینون کا مخلوط عمل لازمًا ہوتا ہی اب خواہ یہ اختلاط باہمی، غیر مکمل اور غیر موثر ہو یا مکمل اور موثر،

تلخیص و تبصرہ

مدرسۂ السنۂ مشرقیہ، لندن

گذشتہ ماہ میں ٹائمس (لندن) کے تعلیمی ضمیمہ نے "اسکول آف اورینٹل سٹڈیز لندن" (مدرسۂ مطالعۂ علوم مشرقی) کی سالانہ رپورٹ کی تلخیص شائع کی ہو، یہ اسکول انڈ نون ڈاکٹر (اب سر ہین) ڈی، ڈی، اس سابق پرنسپل مدرسہ عالیہ (کلکتہ) اور چیف کنگگر اورینٹل لائبریری (پٹنہ) کے زیر اہتمام ہو، ذیل میں ہم اس رپورٹ کی تلخیص ہدیۂ ناظرین کرتے ہین تاکہ معلوم ہو سکے کہ ہماری السنہ عربی، فارسی، ترکی، اور اردو کیطرف اہل انگلستان کس قدر اعتنا کر رہے ہین،

"موجودہ تجارتی حالات اگرچہ بہت کچھ مایوس کن تھے، لیکن پھر بھی اس اسکول نے ان موانع کے مقابلہ مین جو ترقی کی ہو وہ بہت کچھ تسلی بخش ہو، طلبہ کی تعداد ۵۰۸ تھی جو گذشتہ سال سے ۶۴ زائد ہو، ان مین ۲۲۰ مرد اور ۱۳۰ عورتین تھین:

"ان تمام طلبہ کی تعداد مین جنھون نے مستقل طور سے سال بھر تک تعلیم پائی ۱۰۰ کا اضافہ ہوا ہو، تقریباً ۳۰ نے درجۂ سند مین تعلیم حاصل کی، دو ہندوستانیون کو پی، ایچ، ڈی کی ڈگریان دی گئین، اور ایک باشندۂ سکاٹلینڈ نے عربی زبان مین امتیاز کے ساتھ ایم اے کی سند حاصل کی، دو طالب علمون نے اسکول ڈپلومے پائے، اور چار وظیفے دیے گئے:"

گلبرٹ وقف کے منتظمین نے ترکی اور چینی زبان کے لئے اپنے ۵۰ پونڈ کے وظائف پھر جاری کئے، اور ۲۵ پونڈ کے وظیفۂ خاص کا بھی اضافہ منظور کیا، اسکول کے ایک طالب علم نے سو پونڈ کا جو وظیفہ اس غرض سے دیا تھا کہ جو طالب علم اس ملک مین جا کر رہے جہان عربی مادری زبان ہو، اور مروج زبان کا مطالعہ کرے، وہ مس سی، پینڈگ کو دیا گیا ہو، جو اندنون مصر مین قصص عام کا مطالعہ کر رہی ہین، ۲۳ امیدوارون کو سرٹیفیکٹ دیے گئے۔

"سر ڈینیسن اس کے قابلانہ و دور اندیشانہ انتظام نے مباحث مطالعہ کو بہت وسیع کر دیا ہو، گذشتہ سال ۴۰ زبانون مین تعلیم دی گئی، اور پشتو، فارسی اور موجودہ عبرانی کا اضافہ کیا گیا، برطانی فلسطین کی وجہ سے اس موضوع کی مانگ بھی ہوئی، اور ایک خاص لکچرر مقرر کیا گیا جس کے قیام کے لئے یہودیون نے نہایت فراخ دلی سے مالی امداد بہم پہنچائی، اس مین ۲۲ طلبہ ہین، ہمیشہ کی طرح اس سال بھی **عربی** کا سب سے زیادہ مطالبہ رہا اور ۵۰ طلبہ نے اس موضوع پر اسباق لئے، گذشتہ سال ان کی تعداد ۴۰ تھی، ایک مجلس عربی قائم کی گئی ہو جس کے ہفتہ وار جلسے ہوتے ہین اور لڑکے عربی مین تقریرین کرتے ہین، مصری، شامی اور عراقی مقررین نے بھی اپنے وسیع معلومات سے اس مجلس کو مستفید کیا، فلسفہ بدھ کے مطالعہ کے لئے بھی ایک انجمن ہو، اور روسی ماہر فلسفۂ ہند شربانسکوسی کے قیام انگلستان نے اس کو بہت کچھ فائدہ پہونچایا۔"

"چینی علوم والسنہ کے طلبہ مین بھی ترقی ہوئی ہو، اب ان کی تعداد ۵۵ ہو، گذشتہ سال ۴۲ تھی، جاپانی زبان کے شائق ۲۵ تھے، اور فارسی کے ۲۶، ہندوستانی زبانون مین **اردو** سر فہرست ہو، اس کے سیکھنے والون کی تعداد ۵۲ ہو، اس کے بعد بنگالی کا درجہ ہو اس مین ۲۶ طلبہ تھے، ان مستقل درجون کے علاوہ، ان طلبہ کے مطالبہ پر جنکو فوراً دوسرے ممالک مین جانا تھا، عارضی درجے بھی قائم کئے گئے تھے، حکومت سوڈان مین جانے والے افسرون کو تین ماہ کے لئے عربی مین تعلیم دلانی پڑی،

رپوٹ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ بڑے بڑے کارخانون نے اپنے ملازمون کو اس مین تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا، ان طلبہ نے بہت زیادہ ذوق و شوق کا اظہار کیا ہو، مشنری طلبہ کی بھی تعداد ۱۰۸ تھی، ان کے علاوہ اکثر مبلغین نے جو رخصت پر آئے ہوئے تھے، اس مین حصہ لیا، ہندوستانی طلبہ بھی معقول تعداد مین موجود تھے، سر راس نے اسی سلسلہ مین لٹن کمیٹی کے سامنے شہادت دیتے ہوئے کہا کہ اسوقت تک

بنگالی ان کے مدرسہ مین اپنی مادری زبان کی تعلیم حاصل کر رہے ہین، آپنے اس بات پر زور دیا کہ اگر ہندوستانی طلبہ کو مشرقی تحقیقات کا کام سکھایا جائے تو وہ اس مین بہت کچھ مفید دکارآمد ثابت ہو سکتے ہین ان کا خیال ہے کہ لندن اس وقت ہندوستانی طلبہ کیلئے بہترین میدان عمل ہے"

"اسکول نے لائبریری کی حیثیت سے بھی بہت کچھ ترقی حاصل کی ہے، یونیورسٹی کالج نے اپنی ۵۰۰۰ کتابین جو چینی قلمی اور مطبوعہ کتابون پر مشتمل ہین عاریۃً اسکول کو دیدی ہین، اس کے ساتھ مسٹر الیف، انڈرسن، کی عطا کردہ چینی کتابون کو بھی ملا لیجئے اور اب یہ کتبخانہ اس حیثیت سے یورپ کی تمام لائبریریون سے بہتر ہوتا جاتا ہے، کنگس کالج سے، مارسڈن لائبریری بھی یہین منتقل کر دی گئی ہے اور بہت کچھ مفید ثابت ہوئی ہے، ان مطبوعہ کتابون کے لئے مشرق کی تمام زبانون کی لاتعداد قلمی کتابین بھی ہین جن سے ابتک باقاعدہ کوئی کام نہین لیا گیا ہے، اسی مین منول ڈی المیڈا کی اتھوپیا (Historia de Ethiopia) کا بھی ایک نسخہ ہے جس کے صرف ایک ہی اور نسخہ کا دنیا کو علم ہے"

لندن کے کتبخانے

لندن کی وسیع آبادی مین بکثرت عام کتبخانے، انجمن اخبارات اور مجالس علمی قائم ہین، لیکن اسی وسعت نے خود لندن کے باشندون کو ان چیزون سے ناواقف بنا رکھا ہے، اسی ضرورت کو محسوس کر کے لندن کے ایک اخبار نے عام کتبخانون مین سے چند اہم ترین کے حالات شائع کئے ہین، ہم دائرہ معارف کے ارکان کی واقفیت کے لئے اس کی تلخیص پیش کرتے ہین،

"وسعت لندن کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ وہان کے باشندے اکثر ان چیزون سے لاعلم ہوتے ہین، جو شاید ان کے لئے بہت کچھ مفید ثابت ہون، انھین مین کتبخانے بھی ہین، ان کی ضرورت پر اکثر بحث کیجاتی ہے اور اگر شاید ان کے وجود کا علم ہو جائے تو وہ مفید بھی ثابت ہون،

سنٹرل لائبریری فار اسٹوڈنٹس | (طلبہ کا مرکزی کتبخانہ) یہ کتبخانہ طلبہ کو وہ (غیر افسانہ) کتابین مہیا کرتا ہے،

جن کی قیمت ۶ شلنگ سے زائد ہو، اس کی کوئی مطبوعہ فہرست نہین ہے لیکن ناظم سے اس کے متعلق دریافت کیا جا سکتا ہے، چونکہ اس کا دار و مدار قومی چندون پر ہے، اس لئے بجز ٹکٹ ڈاک کے طلبہ کو کوئی زائد فیس ادا کرنا نہین پڑتی، اس مین ۲۴۶۰۰۰ کتابین ہین ایک طالبعلم ایک کتاب ایک مہینہ تک رکھ سکتا ہے اور خاص اجازت حاصل کر کے یہ مدت ۶ ماہ تک بڑھائی جا سکتی ہے، "طالب علم" کا لفظ ہر اس شخص پر صادق آتا ہے جو سچا شائق علم ہو، چنانچہ ہر شخص چند مقرر آدمیون کی سفارش سے اس سے مستفید ہو سکتا ہے،

کتبخانہ ڈاکٹر ولیم | اس کو ڈاکٹر ڈینیل ولیم نے ۱۷۱۶ء مین ابتداءً دینیات کی لائبریری کی حیثیت سے قائم کیا تھا، تاکہ وہ اشخاص جو مذہبی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہون اس سے مستفید ہو سکین، چنانچہ اوسوقت اس مین صرف دینیات، مذہبی تواریخ، اور مذہبیات کے متعلق کتابین تھین، لیکن اب تاریخ عامہ، فلسفہ، اقتصادیات، تاریخ السنہ، ادبیات اور قدیم وجدید کلاسک کا اضافہ ہوا ہے، ہر شخص جو ۱۶ سال سے زائد کا ہو وہان سے کتاب ایک ماہ کے لئے مفت حاصل کر سکتا ہے،

گلڈ ہال لائبریری | یہ کتبخانہ بھی بہت قدیم ہے، ۱۴۲۵ء مین ڈیجرڈ و ہٹنگٹن اور ولیم بری نے قائم کیا، ۱۵۴۹ء مین لارڈ سمرسٹ کی حریصانہ نظر اس پر پڑی اور وہ اس مین سے تین گاڑی کتابین اپنے محل کی زینت کے لئے سٹرینڈ لیگیا، اس کی واپسی کا وعدہ کبھی بھی پورا نہ ہوا حتی کہ ۱۸۲۴ء مین باقی کتابون ہی کو پبلک کیلئے پیش کیا گیا، اور اس کے ساتھ سیلنی آف لندن لائبریری کی ۰۰۰ ۱ کتابون کو بھی ملا دیا گیا، ۱۸۷۳ء مین سر ایچ، جونس کی تعمیر کردہ عمارت مین یہ کتب خانہ منتقل کیا گیا اور اس وقت ۷۶،۵۵۰ کتابین موجود ہین، ان مین بعض بہت ہی قیمتی و لاجواب چیزین بھی ہین،

برٹش میوزیم لائبریری | یہ کتبخانہ اس قدر مشہور ہے کہ اس کے متعلق کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے، ہم مین سے اکثر حضرات واقف ہین ۱۸۴۲ء سے قانون کے ذریعہ ہر وہ کتاب جو برطانی حکومت مین شائع ہو اسکا ایک نسخہ اس مین بھیجنا لازمی ہے، ہر شخص یہان جاکر مستفید ہو سکتا ہے، پہلے عمر بھر کے لئے ٹکٹ ملجاتا تھا، لیکن اب

ہر شش ماہی پر بجائے نام اس کی تجدید کردیجاتی ہی،

سائنس لائبریری سائنس میوزیم کی اس لائبریری مین تقریبا ۱۱۰۰۰ کتابین اور عام لوگون کے لئے ۱۰ بجے سے ۱۰ بجے تک کھلی رہتی ہی،

وکٹوریہ البرٹ لائبریری اس مین ۱۴۵۰۰۰ کتابین ہین، ڈائس اور فارسٹر کی جمع کی ہوئی کتابین جو ۱۴۰۰۰ ہزار ہین، اسی مین شامل ہین،

نیو اڈلینڈ بک لائبریری یہ کتبخانہ صرف جدید خیالات و معلومات کیلئے قائم کیا گیا، غیر ممالک کے مصنفین کی کتابین بھی موجود ہین، ہر رکن بیک وقت دو کتابین لا سکتا ہی، اسکی فیس ایک گینی سالانہ ہی،

مجلس تعلیم کا کتبخانہ بورڈ آف ایجوکیشن کا وسیع کتبخانہ بھی عام لوگون کو سفارش پر دیکھنے کی اجازت دیجاسکتی ہی، فروئیبل لائبریری اور مانٹیسری لائبریری مین تعلیم کے متعلق کتابون کا بہترین ذخیرہ ہی،

قومی مجلس صحت قومی حفظان صحت کی مجلس نے بھی اپنا وسیع کتبخانہ پبلک کے سامنے پیش کر رکھا ہی، اور ہر شخص اس سے مستفید ہو سکتا ہی البتہ کتابین باہر لانے کے لئے اس کی رکنیت ضروری ہی،

رائل سینٹری انسٹیٹیوٹ اس کے کتبخانہ مین روزانہ کتابین دیکھی جاسکتی ہین، لیکن کتابون کو باہر بھیجنے کا حق صرف ممبرون کو ہی،

کونسل آف چرچ مذہبیات، تاریخ مذہب، نفسیات وغیرہ کے لئے اس کونسل کا کتبخانہ بہترین ہی، ہر شخص جو انگریزی چرچ کا رکن ہو اور ۵ شلنگ دیتا ہو، یہان سے کتابین لا سکتا ہی،

کرسچین ایویڈنس سوسائٹی اس مجلس کا کتبخانہ صرف اراکین کے لئے مخصوص ہی، لیکن جو لوگ وہان جاکر پڑھنا چاہین، ان کو سکریٹری ہر قسم کی مدد پہونچانے کو تیار ہی،

او رنٹیل اسٹڈیز اسکول اس اسکول نے بھی اپنا بیش قیمت کتبخانہ وقف عام کردیا ہی، اور ہر شخص روزانہ ۱۰ بجے سے ۸ بجے تک وہان کام کر سکتا ہی، جو اشخاص کتاب ساتھ لانا چاہین، ان کو ایک پونڈ ایک شلنگ

بطور فیس ادا کردینا پڑیگا،

اس کے علاوہ بہت سے ایسے تجارتی طریق کے کتبخانے ہین جو لوگون کو کرایہ پر کتابین پڑھنے کو دیتے ہین،

اس کے علاوہ خاص خاص سوسائٹیون اور محکمون کی لائبریریان جنکو ایک شخص رکن بنکر یا اجازت لیکر استعمال کر سکتا ہی، ان مین انڈیا آفس، محکمۂ خارجیہ، انسٹیٹیوٹ فرنس اور ارکش سوسائٹی کے کتبخانے قابل ذکر ہین،

اخبارِ علمیہ

عیسائی مبلغین جس منظم جوش سے اشاعتِ مذہب مین منہمک ہین، اس کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اس وقت انجیل ۵۵۰ زبانون مین شائع ہوئی ہے، ۱۲ زبانون کا اضافہ گذشتہ سال کیا گیا ہے؛

گذشتہ نمائش حیوانات مین، ۲۷۸۰ کتے بھی تھے، یہ تعداد گذشتہ تمام اعداد سے زائد ہے، خود بادشاہ سلامت نے بھی اپنے کتے بھیجے تھے اور تین انعامات حاصل کئے؛

اسی سلسلہ مین ہمارے برادرانِ وطن یہ سنکر خوش ہونگے کہ موجودہ ولیعہد سلطنت برطانیہ کو گایون کے پالنے کا ازحد شوق ہے، اور ان کی گائے کو اوّل نمبر کا انعام ملا؛

برطانوی حکومت نے گذشتہ عالمگیر جنگ کی مختلف تاریخین لکھوائی ہین، اب وزارت ہوا نے مشہور ماہر اثریات ڈاکٹر ڈی، جی، ہوگرت کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے کہ وہ ہوائی معرکون کے مفصل حالات قلمبند کرین؛

لیورپول یونیورسٹی نے اپنے یہان ماسٹر آف آرکیٹکچر (ماہر تعمیرات) کی سند کا اضافہ کیا ہے،

گذشتہ ہفتہ مین لندن مین ولیم سوم، کی چاکلٹ کی تشتری جو ۱۶۷۰ء مین بنی تھی، اور آلو کھانیکا ایک پیالہ جو ۱۶۵۰ء مین بنا تھا، بیچا گیا، اوّل الذکر ۲۴۰ پونڈ مین اور مؤخر الذکر ۱۴۰ پونڈ مین فروخت ہوا،

حکومت متحدہ امریکہ کا محکمۂ ڈاک تاریک راتون مین ہوائی ڈاک کی آمد و رفت کے لئے، ۹ میل لمبے رستے بجلی کی روشنی ڈالنے والے آلے استعمال کرتا ہے، جس سے تمام فضا منور ہوجاتی ہے، اور ہوائی جہاز نہایت اطمینان سے مشغول پرواز رہتے ہین؛

حال ہی مین لندن کے اسپتالون نے امداد کیلئے ایک متفق اعلان شائع کیا تھا، وہان کی ہمدردیٔ نوع انسان آبادی نے پانچ لاکھ پونڈ کی مطلوبہ امداد سے ۴۴۰۰۰۰ پونڈ ادا کردئے ہین، اس مین ۵۰۰۰۰ پونڈ صرف وہان کے اسکول کے طلبہ کی جمع کردہ رقم ہے؛

رائل انسٹیٹوٹ آف برٹش آرکیٹکٹس نے تین عورتون کو اپنا رکن منتخب کیا ہے، ٹھیک ۹۲ سالون کے بعد یہ عزت پھر جنس لطیف کے ہاتھ آئی ہے؛

گذشتہ ماہ مین دنیا کا سب سے بڑا ہم انداز ہوائی جہاز جو برطانوی ملکیت ہے، پہلی مرتبہ اڑایا گیا، اس کا انجن ایک ہزار گھوڑون کی طاقت رکھتا ہے، ۱۴۴ میل فی گھنٹہ سفر کرتا ہے، کئی ٹن بم رکھ سکتا ہے، اور بیک وقت تقریباً ایک ہزار میل کی مسافت طے کرتا ہے؛

لاسلکی تار برقی کے ذریعہ، تقریر اور موسیقی سے مستفید ہونے کے افسانے ہم سن چکے ہین، امریکہ سے بیٹھکر لندن مین دستخط کرنے کا حال معلوم ہے، لیکن اب اس نے ایک قدم اور آگے بڑھایا ہے، یعنی اس کے ذریعہ تصاویر بھی لی جاسکتی ہین، اگرچہ ابھی تجربات نے مسافت کا مسئلہ حل نہین کیا ہے، لیکن توقع کیجاتی ہے کہ یہ مشکل بھی دور ہوجائیگی؛

پونڈیا سٹرلنگ، موجودہ عہد کا وہ واحد سکہ ہے جو ہر بازار مین نہایت آسانی سے چل سکتا ہے، اس کی ابتدا ۱۲۰۴ع مین انگلستان مین ہوئی، لیکن اس وقت یہ چاندی کا ایک بڑا ٹکڑا تھا جس مین $\frac{925}{1000}$ حصہ خالص چاندی ہوتی تھی، اڈورڈ ثانی نے آسانی کے لحاظ سے اُسے ۲۰ شلنگ کے حصون مین منقسم کردیا، اس کے بعد ۴۸، ۱۹۶ اور ۲۰۰ شلنگ کے سکے بھی رائج ہوئے، برطانی پونڈ مین سب سے زیادہ خالص سونا ہوتا ہے یعنی $\frac{11}{12}$، اس کے بعد ترکی کا درجہ ہے، اس مین بھی $\frac{11}{12}$ سونا ہے، لیکن امریکن پونڈ مین صرف $\frac{9}{10}$ ہے،

انگلستان نے خواتین کو وکالت کی اجازت دیکر قانون دانون کی ایک نئی جماعت قائم کی ہے، اس وقت تک ۱۷ عورتین مختلف عدالتون سے سند حاصل کرکے اس پیشۂ شریف مین شریک ہوچکین ہین، ان مین ہندوستان کی بھی ایک قانون دان مس تاتار وشید بھی ہین، یہ دنیا کی دوسری خاتون ہین جنکا لنکولن ان مین داخلہ منظور کیا گیا؛

نسوانی ترقی کا ایک قدم آگے بڑھتا ہے، اور مس الن کسٹ، دنیا کی پہلی رکن صنف نازک کی حیثیت سے رائل کالج آف ویٹنری سرجنس (مدرسۂ بیطاری) مین داخل ہوئی ہین، جانورون کو خوش ہونا چاہئے کہ اب وہ بھی، اس دست مسیحائی سے مستفید ہونگے جن کے لئے ہمارے بہت سے مشرقی شاعر اپنے کو بیمار بنانا فخر سمجھتے ہیں؛

موٹرون نے جس سرعت کے ساتھ وسائل رسل و رسائل پر اپنا قبضہ کیا ہے، اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ گرانڈن مین اس وقت صرف ۴۰ گھوڑا گاڑیان ہین، ان کے مقابلہ مین موٹرون کی تعداد ۵۵۷۶ ہے:

تمدن جدید کے موجودہ مرکزون مین، اچانک موت کے لاتعداد واقعات نے اہل سائنس کو اس کے اصلی اسباب کے دریافت کی طرف متوجہ کردیا تھا، اور انھون نے تحقیقات کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ٹین کے ڈبون مین بند کرتے وقت اگر ذرا بھی گنجائش رہجاتی ہے، تو اس خلا کی وجہ سے ایک زہر پیدا ہوجاتا ہے جس کے صرف چند قطرے تمام انسانون کو ہلاک کردینے کے لئے کافی ہین؛

پروفیسر ایس، ڈبلو، پر نے الینائس یونیورسٹی کے دار التجربہ مین ایک ایسی دھات تیار کی ہے، جو پلٹینم کا بدل ہوسکتی ہے، یہ نئی شے، نو مختلف دھاتون سے ملکر بنتی ہے، اور اس قدر سستی ہے کہ اگر پہلے ۶۰۰ پونڈ پلٹینم مین خرچ ہوتے تھے تو اس مین صرف ۱۲ شلنگ لگینگے،

طباعت کی ارزانی نے کاغذ کے استعمال کو اس قدر بڑھادیا تھا کہ خطرہ تھا کہ کہین کاغذ کم نہو جائے، لیکن اب ایک خاص طریقہ ایجاد کیا گیا ہے، جس کے ذریعہ پرانے اخبارات کی سیاہی دور کرکے ان کو دوبارہ استعمال کیا جاسکتا ہے،

آج تک، آگ بجھانے کے لئے دو چیزین کام مین لائی جاتی تھین، پانی اور خاک، لیکن دونون کا ہر وقت اور ہر جگہ مہیا ہونا مشکل تھا، جرمن سائنس دانون نے اسے بھی حل کردیا ہے، انھون نے ایک خاص پوڈر کے کارتوس بنائے ہین جو معمولی کارتوسون کی طرح عام پستولون سے چھوڑے جاسکتے ہین اور ان کے اندر کا سفوف بہت جلد خود سر آگ پر حملہ آور ہوکر اس کی غضبناکی کو کم کرکے، اس کو سرد کردیتا ہے؛

ڈاکٹر برفٹ اور لسٹبرگ نے ایک ایسی دوا معلوم کی ہے، جسکا استعمال چیچک کے داغون کو بہت جلد دور کردیتا ہے، یہ دوا پچکاری کے ذریعہ بدن مین پہنچائی جاتی ہے اور اس کا اثر سب سے زیادہ آنتون پر ہوتا ہے،

بعض زمینون مین خاص قسم کے کیڑے ہوتے ہین، جو کاشت کو بکثیر برباد کردیتے ہین، اب ایک دوا معلوم ہوئی ہو جس کو تین مرتبہ سال مین زمین پر چھڑکنے سے یہ کیڑے مرجاتے ہین، ایک گیلن دوا ۸۶۰ مربع فٹ زمین کے لئے کافی ہو، اوراس کے استعمال کے تین مختلف اوقات، مئی، جون اور ستمبر ہین،

—————.—————

شرلاک ہومز کے افسانون مین، ہم سگرٹ کی راکھ کے ذریعہ مفید نتائج کے قصے پڑھ چکے ہین، لیکن اب ایک بڑے محقق جرائم نے بتایا ہو کہ یہ صحیح ہو اوراس سے واقعۂ جرم اور مجرم کے حالات کے یقین مین بہت کچھ مدد ملتی ہو،

—————.—————

یہودیون کے متعلق ہم سنتے آئے ہین کہ وہ بہت درازعمر ہوتے ہین، اہل سائنس نے ان کے جو اسباب بتائے ہین وہ یہ ہین کہ ان کی اخلاقی حالت اچھی ہوتی ہو، ان کا طرز معاشرت، حفظان صحت کے اصول پر ہو، اوران کی غذا مضر صحت نہین، لیکن یہ خوبیان صرف ان یہودیون مین ہین، جو بنی اسرائیل کے خاندان سے ہین، ورنہ عام یہودی جو یورپین طرز تمدن مین رنگ گئے ہین، وہ بھی ہمارے ہی طرح تمام خرابیون کے شکار ہین،

—————.—————

ان دونون صنعت وحرفت کی طرف ہر ملک نے خاص توجہ مبذول کی ہو، ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیان بھی، اس کی طرف مائل ہین، اس سلسلہ مین انگلستان کی ترقی کے اعداد ہمارے لئے سبق آموز ہونگے؛

سنہ	تعداد طلبہ،	تعداد اساتذہ
سنہ ۱۳-۱۹۱۴ء	۲۶۳۲۱۲	۲۰۰۰
سنہ ۲۱-۱۹۲۲ء	۲۸۶۴۶۰	۴۰۰۰۰

ان چالیس ہزار اساتذہ مین ۲۲۰۴ ایسے ہین جو اپنا تمام وقت انھین مدارس مین گذارتے ہین،

—————.—————

انگلستان کی ابتدائی تعلیم کا حال ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا،

	سنہ ۱۹۱۱ء	سنہ ۱۹۱۴ء	سنہ ۱۹۲۱ء
طلبا پبلک ابتدائی اسکول	۶۸۲۰۸۳۷	۶۰۱۷۴۰۸	۶۰۹۳۳۰۰
،، مدارس خاص	۲۴۴۰۷	۲۵۵۱۱	۳۸۳۴۴
،، مدارس دیگر	۸۱۶۵	۶۱۷۳	۵۱۶۴
میزان	۶۸۵۳۴۰۹	۶۰۵۳۰۹۲	۶۱۳۶۸۰۸

—————.—————

ڈاکٹر نکلسن کو اسلامی تصوف سے جو شغف ہو وہ ان کی مشہور کتاب کی صورت مین ہمارے سامنے ہو، گذشتہ سال کیمبرج یونیورسٹی نے ان کی دوسری کتاب "دی آئڈیا آف پرسنلیٹی ان صوفی ازم" (The idia of personality in Sufism) شائع کی ہو، یہ ان کے تین لکچرون کا مجموعہ ہو،

—————.—————

اسی سلسلہ مین یہ معلوم کرنا بھی دلچسپ ہوگا کہ یورپ نے بھی اپنے تصوف کی طرف توجہ کی ہو، اور حال ہی مین "ویسٹرن مِسٹیسزم" (Western Mysticism) کے نام سے ایک ضخیم کتاب ہمارے سامنے ہو،

—————.—————

ییل یونیورسٹی عنقریب ابن عبدالحکم کی تاریخ فتوحات مصر وآفریقہ واندلس کو لندن، پیرس اور لیڈن کے قلمی نسخون سے موازنہ کرکے شائع کرنے والی ہو، اس کامیابی کا سہرا یونیورسٹی کے استاد علوم سامیہ چارلس سی ٹاری کے سر ہو، فتوح مصر، ابتدائی اسلامی تاریخ کے لحاظ سے اہم ترین کتاب ہو، تیس سال سے اس کے

شایع کرنے کی کوشش کیجارہی تھی، اور اب کہین جاکر یہ محنت ٹھکانے لگی ہے،

نیویارک کی آبادی جس سرعت سے بڑھ رہی ہے اس کو دیکھتے ہوئے، یہ کہنا شاید غلط نہ ہوگا کہ اگر یہی رفتار قائم رہیگی تو ایک سو سال بعد اُس کی آبادی ۴۰،۰۰۰،۰۰۰ تک پہنچ جائیگی، یہ تعداد تمام برطانوی جزائر سے زائد ہے،

عورتین جس استقلال و آہستگی سے مردون کے پیشون پر قبضہ کر رہی ہین، اس کی بین مثال یہ ہے، تقریباً ۵۷۰ مختلف پیشون مین سے صرف ۱۴۳ ایسے رہ گئے ہین، جن کو جنس لطیف کی شمولیت کا فخر حاصل نہین ہے، اعداد ذیل یقیناً دلچسپی سے پڑھے جائینگے،

نام پیشہ	تعداد خواتین
قانون، وعدالت	۱۷۳۸
چرچ	۱۷۸۷
فنون لطیفہ	۱۴۶۱۷
طبابت	۷۲۱۹
دندان سازی	۱۸۲۹
تعمیر	۱۱۱۷
انجینری	۴۱

صرف ممالک متحدہ امریکہ مین ۸۵۴۹۵۱۱ عورتین مختلف صیغون مین کام کرتی ہین،

غریب جرمنی کے مالی، معدنی اور علمی خزانہ سے جس طرح فاتح اقوام ایک ایک پائی وصول کر رہی ہین اسکی ایک عجیب صورت یہ ہے کہ اطالوی حکومت نے جرمنی سے معاہدہ کیا ہے کہ وہ تاوان کی رقم مین سے ۴۰،۰۰۰،۰۰۰ طلائی مارکون کی کتابین جرمنی سے لیگا، یہ خریداری تمام گذشتہ اعداد کو پس پشت ڈالدیگی،

اسی کے ساتھ، اسٹریا کے شہنشاہ فرانسس چارلس کا مشہور قدیم و قیمتی کتبخانہ بھی جس مین دس ہزار کتابین ہین اطالیہ پہونچ جائیگا،

ہندوستان مین عیسائیت جس سرعت سے پھیل رہی ہے اس کا اندازہ گذشتہ مردم شماری سے ہو سکتا ہے، ۱۹۱۱ء مین ہندوستانی عیسائیون کی تعداد صرف ۳۸۷۶۰۰۰ تھی لیکن ۱۹۲۱ء مین ۴۷۵۴۰۰۰ ہوگئی، یعنی ۸۷۸۰۰۰ یا ۲۲۰ فی صدی کا اضافہ ہوا، اگر یہی رفتار باقی رہیگی تو ان کی ترقی کا اندازہ خود کر لیجیے،

کناڈا کے اسپائن کلب نے طے کیا ہے کہ وہ وہان کی بلند ترین چوٹی مونٹ لوجن (۲۰۰۰۰ فٹ) پر ایک مہم روانہ کریگا،

بڑی گھڑیون مین "پنڈولم" کو خاص درجہ حاصل تھا، یہ گلیلیو کی ایجاد و یادگار تھی، لیکن موجودہ ماہرین نے اب اس کی ضرورت بھی باقی نہین رکھی ہے، اور بجلی کی لہر سے یہ کام لیتے ہین، ان گھڑیون مین کنجی دینے کی زحمت بھی نہین رہی، ہماری خادمہ بجلی اس فرض کو بھی انجام دیتی ہے،

ادبیات

حقائق حیات

غزل مسلسل حضرت شاد عظیم آبادی

نہ کر یہ دھیان کہ معدوم محض تو ہوگا
برنگ سبزۂ نوخیز پھر نمو ہوگا

زمین سے اُگتے ہین جیسے نبات مٹ مٹ کر
ترا ظہور یونہی اے خجستہ خو ہوگا

وہ جزو لا یتجزیٰ جو تخم ہے تیرا
وہ تخم بڑھ کے یہی جسم ہو بہو ہوگا

ملیگا چیت تجھے اور یہ ہوگا اس کا فیض
مقام جس کا قریب رگ گلو ہوگا

یہ چیت ہی جو حقیقت مین عکس روح الروح
یہ ہم مین ہو کے ہم، آیا تو تجھ مین "تو" ہوگا

وہ روح شمع بھی، خورشید بھی، اسمند بھی
اسی کی لو ہو ضیا ہو کہ موج تو ہوگا

غرضکہ پھول سا یہ جسم جب ہوا تیار
عیان یہ چیت بھی مانند رنگ و بو ہوگا

حریم قدس مین اس وقت ہوگا تو داخل
ترا بھی مسکن و ماوا مقام ہُو ہوگا

اسی کی ذات مین ہو جائیگا فنا پھر تو
ترا معاملہ تب جا کے ایک سو ہوگا

نہ پوچھ جبکہ تجھے ہوگا وصل یار نصیب
مرقعِ دو جہان تیرے روبرو ہوگا

سرور محض و بقائے دوام و علم لدن
صفات و ذات مین بید البعد غلو ہوگا

وہ جا ملیگی تجھے جسپہ سو بہشت نثار
کہین بہشت پہ فوق اے خجستہ خو ہوگا

اسی پہ ناز ہے زاہد بہشت مین ہے کیا!
یہی کہ مجمع حوران ماہ رو ہوگا

خیال دل سے ہٹا ایسی مادیت کا
وگرنہ مورد ایراد عقل تو ہوگا

خدا نہ کردہ رہا گر کثیف جامۂ تن
لباس نفس بھی محتاج شست شو ہوگا

تعصب و حسد و کینہ و دل آزاری
اسی قبیل کا عصیان ترا عدو ہوگا

بچا نہ تو اگر اس قسم کے گناہون سے
تو یاد رکھ کہ معذب ضرور تو ہوگا

یہی گناہ مرض بن کے پھر ستائینگے
نہ وقت عذر نہ یارائے گفتگو ہوگا

یہ وہ گناہ ہین دل کو کثیف جو کر دین
یہی بڑے تو بشر مر کے زاد رہ ہوگا

یہی بنینگے ترے حق مین عقرب و افعی
خود اپنی آگ مین خاک اسی کمینہ خو ہوگا

فرشتے یعنی قویٰ تیرے جو سعید ہین وہ
کبھی نہ ان کو ترا پاس آبرو ہوگا

گمان یہی ہے کہ ایک مدت طویل کے بعد
جو تو رہا بھی بصد شوق و آرزو ہوگا

انھین نجوم مین ہین بے شمار دنیائین
پہونچ کے تو وہین آوارہ کو بکو ہوگا

یہ اس لئے ہے کہ باقی کثافتین مٹ جائین
بغیر اس کے نہ انسان فرشتہ خو ہوگا

عجب نہین ہے جو تبدیلیان وہان بھی ہون
پس از زمانۂ بسیار پاک تو ہوگا

سمجھ نہ اس کو تناسخ، یہ وہ مسائل ہین
کھلینگے اس پہ جو عرفان کا رازجو ہوگا

معاف کر دے تجھے پہلے ہی یہ ممکن
کہ آخر اس کا کرم بھی تو حیلہ جو ہوگا

کہے پکار کے یون "آ گناہ گار مرے
کرون جو عدل تو رسوائے خلق تو ہوگا"

"کرم مرا ہے وسیع اس لئے ترے حق مین
معین و یاور اُمید و آرزو ہوگا"

"نہ کانپ خوف سے رہ مطمئن مرے پیارے
ترا مقام بھی اب سے مقام ہُو ہوگا"

یہ سنکر اپنی خوشی کا ورا کر اندازہ
کہ اپنے جامۂ تن مین نہ مین نہ تو ہوگا

جب اس بہشت مین اے یار ہوگا تو داخل
سرور محض کا مرکز جو مو بمو ہوگا

بلند ہونگے کہین نغمہ ہائے خیل طیور
کہین ہجوم حسینان خوش گلو ہوگا

غرضکہ جتنے لذائذ ترے خیال مین ہین
ہر ایک حاضر و موجود بیش رو ہو گا

یہ استعائے ہین تاکہ تو سمجھے جلد
کہ حکچھ چکا، متاثر ضرور تو ہو گا

غرض بہشت کی کیا خوبیان بیان کرون
علی الخصوص سکین جس مکان مین تو ہو گا

جو اپنے شاد کو ڈھونڈیگا تو وہین وہ بھی
غزل سرا کسی گوشے مین قبلہ رو ہو گا

غرض کے بعد در دحن مین پہلو کے
غزل یہ ورد لب اور پاک باوضو ہو گا

زندان احمد آباد مین ایک زبان حقیقت بیان

مرا ایمان عجب کیا ہی جو ایمان تصوف ہے
تصوف جان مذہب، عاشقی جان تصوف ہو

گناہ اپنا نہین ثابت خطا کا پھر بھی ہین قائل
ادب کا ہی یہی شیوہ یہی جان تصوف ہی

ادب ایک دوسرا ہی نام عشق روح پرور کا
جو رام عشق ہی جو زیر فرمان تصوف ہی

تعلق حسن[۱] وحق مین بھی ہی "العشق ہو اللہ" کا
یہی تو اصل دین و رمز پنہان تصوف ہی

گذر کر راہ پیچاپیچ قدر و جبر سے حسرت
یقین اپنا مقیم شہر عرفان تصوف ہی

غزل عزیز

ہی ترے سایہ مین نازان رخ چمن پرور
دراز عمر تری کاکل شکن پرور

نبھیگی حضرت ناصح سے کس طرح مجھسے
مین اپنے عشق پہ مغرور وہ سخن پرور

فنا کے بعد بھی ہی احتیاج خلعت نو
ضرورت کفن اب بھی ہی تجھکو تن پرور

نبھیگی آپ سے کیا حضرت عزیزان سے
اگر ہین آپ سخنور تو وہ سخن پرور

---

[۱] یعنی "العشق ھو اللہ" کی طرح الحق ھو الحق بھی رموز تصوف مین سے ہی، "حسرت"

باب التقریظ والانتقاد

خلافت موحدین

مشرقی اسلامی ممالک یعنی بغداد و ہندوستان و ترکستان سے لیکر مصر تک جو ممالک تھے اور جن کا علمی اور سیاسی مرکز بغداد تھا، وہان علوم عقلیہ کی اشاعت اور ترقی کے ساتھ ساتھ مذہبی عقائد کی رونگفتی اور بڑھتی رہی، اور اس کا زمانہ دوسری ہی صدی ہجری سے شروع ہو گیا، لیکن مغربی ممالک یعنی تونس، قیروان، مراکش اور اندلس مین جنکا علمی اور سیاسی مرکز قرطبہ، غرناطہ اور فاس تھا، وہ پانچ صدیون تک برابر اسلام کی سادہ تعلیم پر قانع رہے، اور حدیث و فقہ و تفسیر و قرأت کا وہان بیشتر دور دورہ رہا، امام مالک بن انس کے فقہی وکلامی مجتہدات واصول ان مین جاری تھے، گویا فقہی حیثیت سے وہ مالکی اور عقائد کی حیثیت سے وہ محدثانہ علم کلام وعقائد کے پیرو تھے،

ادھر مشرقی ممالک مین محدثانہ کلام وعقائد کے بعد اعتزال پیدا ہوا، اس کو رونق رہی، پھر انھین معتزلہ مین سے چند معتدل خیالات کے علما نکلے جنھون نے ایک نئے کلامی فرقہ کی بنیاد ڈالی، جو اپنے بانی اول امام ابو الحسن اشعری کی نسبت سے اشعری مشہور ہی، علامہ باقلانی، امام الحرمین، استاذ ابن فورک، امام ابو اسحاق شیرازی وغیرہ اس فرقہ کے اپنے اپنے زمانہ مین علمبردار تھے، امام الحرمین کی درسگاہ سے امام غزالی پیدا ہوئے، جو خود تو بقول ابن رشد نہ اشعری تھے، نہ معتزلی تھے، نہ صوفی تھے نہ سلفی تھے، مگر تمام دنیا کو انھون نے اپنے زور قلم سے اشعری بنا دیا، اور اس اشعریت نے یہ رتبہ حاصل کیا کہ وہ اسلام کا مرادف ہو گئی اور سلف صالحین کا پرانا سادہ اور صاف اصول اعتقاد شرک وکفر قرار پایا کہ اس سے خدا کا مجسم ہونا، متحیز ہونا، حادث ہونا اور خدا جانے کیا کیا لازم آتا تھا،

محمد بن تومرت، نام ایک بھولا بھالا سیدھا سادھا مغربی نوجوان ممالک مغربی سے نکلکر طلب علم کیلئے مشرقی ممالک مین آیا، اور امام غزالی کی درسگاہ مین داخل ہوا، اور یہان اشعری عقائد کے مطابق مسلمان بنا، اور اس نئے فرقہ کے جوشِ ایمان اور ولولۂ دین کو لیکر اپنے وطن کو واپس گیا، اور وہان مجدد و مہدی بنکر قدیم سادہ اسلامی خیالات کی تردید مین زورِ قلم کے ساتھ زورِ بازو بھی صرف کیا، اور بربری قبائل کو رام کر کے ایک نئی اسلامی حکومت کا سنگ بنیاد رکھا، ابن تومرت تو جلد مر گیا، مگر اس کا جانشین عبد المومن، اس سے زیادہ باہمت، باتدبیر اور منتظم کار نکلا، اس نے اس سلطنت کو اس طرح استوار اور مضبوط کیا، کہ صدیون تک اس کی دیوارین حوادث کے سیلاب و طوفان کا مقابلہ کرتی رہین، اور اشعریت اس سلطنت کا سرکاری مذہب قرار پایا، لیکن اس کا نام یہان توحید رکھا گیا، اور اس کے پیرو موحدین کہلائے،

عقائد کی بحث کو چھوڑ کر واقعہ یہ ہو کہ اس نئے فرقہ کے جوش و ولولے نے اور بربریون کی نئی اور تازہ دم سیاسی اور فوجی طاقت نے اسلام کو جو یہان اموی خلفاء کی بربادی اور عربون کے ضعف سے کمزور ہو گیا تھا، از سر نو زندہ کر دیا، اور پھر نئے طریقہ سے صدیون تک اسلام مراکش سے لیکر اسپین تک طاقتور ہو گیا،

علامہ عبد الواحد مراکشی جو چھٹی صدی کے اواخر مین یعنی ۵۸۱ھ مین مراکش مین پیدا ہوئے تھے، اور فاس اور اندلس مین علوم کی تحصیل و تکمیل کی تھی، انھون نے "المعجب فی تلخیص اخبار المغرب" کے نام سے ان موحدین کی حکومت کی تاریخ لکھی تھی، اور آغاز کتاب مین سلسلۂ سخن کے لئے اندلس کی ابتدائی اسلامی تاریخ بھی شامل کر دی تھی،

ڈاکٹر ڈوزی، جو عربی ادبیات و تاریخ کے عالم تھے اور اپنے عہد کے سب سے بڑے مستشرق تھے، اور متعدد اسلامی کتابون کے مصنف ہین ان کو المعجب کا ایک قلمی نسخہ لائیڈن کے کتبخانہ مین اتفاق سے مل گیا، جس کو انھون نے بڑی محنت اور عرقریزی سے ۱۸۴۷ء مین یعنی اس وقت جب ہندوستان مین عام مسلمان اندلس کے نام سے بھی شاید واقف نہ تھے، اس کو ٹائپ مین چھاپکر شائع کیا، آخر مین اسماء اور

اعلام کی فہرست بڑھائی، نامون کی تصحیح کی، اس کے بعد اس نسخہ سے نقل ہو کر مصر مین اس کے دوسرے نسخے شائع ہوئے اور اب یہ دونون اڈیشن مصر و یورپ اور ہندوستان مین بھی ملتے ہین،

شاید دسمبر کے معارف مین ہم نے لاہور کے "عاشق اندلس" خاندان کا تذکرہ کیا تھا، جو اردو زبان مین اندلس و مغرب کی تمام علمی یادگارون کی تاریخ کو منتقل کرنا اپنا فریضۂ زندگی جانتا ہو، آج اسی خانوادہ کے ایک اور رکن مولوی نعیم الرحمان صاحب ایم اے پروفیسر عربی مدراس یونیورسٹی کا ذکر کرنا ہو، پروفیسر صاحب نے دو برسون کی محنت مین ڈوزی کی شائع کردہ تاریخ معجب کا اردو مین ترجمہ کیا، اور **خلافت موحّدین** کے نام سے اس کو ٹائپ مین شائع کیا ہو،

کتاب مین عربی اشعار بکثرت ہین، مگر مترجم نے ان کا ترجمہ نہین کیا، اور مقدمہ مین اس کیلئے معذرت کی ہو، لیکن میرے خیال مین اگر ان کا بھی ترجمہ کر دیا جاتا تو اردو خوانون کو عربی شاعری کا نمونہ بھی نظر آجاتا اور شاید ان بلا ترجمہ عربی اشعار کے جابجا آجانے سے جو ان کو الجھن ہوتی وہ دور ہو جاتی،

ترجمہ تمامتر سلیس بامحاورہ اور دلچسپ ہو، کتاب کی ترتیب اور اشاعت مین بھی خوش مذاقی کا ثبوت دیا گیا ہو، ٹائپ کی وجہ سے کتاب بھی بارونق اور مرعوب کن نظر آتی ہو، ابواب اور فصول کے بنانے مین اور پارے (پیراگراف) کے توڑنے مین بھی سلیقہ سے کام لیا گیا ہو، غرض یہ ترجمہ بہمہ وجوہ قابل قدر ہو اور اردو ادبیات مین عمدہ اضافہ ہو،

عربی نامون مین الف لام کا استعمال گو اہل یورپ کی تقلید ہو مگر اردو مین وہ ثقیل معلوم ہوتے ہین، مترجم نے ڈوزی صاحب کے نسخہ سے نقل کر کے اپنی تجدید محنت کے ساتھ آخر کتاب مین نامون کے اعراب کا ضبط، اشخاص و بلاد اور کتابون کے نامون کی فہرستین بھی الحاق کی ہین، مگر ایک دو جگہ تلاش کرنے سے ہمین معلوم ہوا کہ صفحات کے اعداد مین کہین کہین غلطیان ہین، مثلاً صفحہ ۱۹۰ مین المسالک والممالک ابوعبید بکری، المسالک والممالک ابن خرداذبہ، المسالک والممالک ابن قباض کے حوالے ہین، مگر صفحہ ۱۹۰ مین

صرف پہلی کتاب کا تذکرہ ہی اور بس!

امید ہی کہ اسلامی تاریخ کے قدردان، اور اردو ادبیات کی ترقی کے خواہان پروفیسر نعیم الرحمان صاحب کی اس پہلی علمی محنت کی عملی تحسین کرینگے، لکھائی چھپائی صاف عمدہ، ضخامت تقریباً ۔۔۴ صفحہ، موزون متوسط تقطیع، مجلّد، قیمت عمر پتہ: مولوی معتقد ولی الرحمان صاحب، نصیر کالج، ربّانی روڈ لاہور،

حیات امام مالک

امام مالک کے سوانح، مدینہ کی علمی مجلسین، صحابہ اور تابعین کا علمی انہماک، حدیث کی تدوین، مدینہ کی فقہ، اسلاف کے اخلاق و سیرت اور حدیث، اور حدیث کی پہلی کتاب موطا کی خوبیان اس کتاب مین نظر آئینگی، قیمت عمر

بہادر خواتین اسلام

گذشتہ مسلمان خاتون کے شجاعانہ کارنامون کا تاریخی مرقع، قیمت ۴ر

علم الکلام

مولٰنا شبلی مرحوم کی وہ مشہور تصنیف جس مین علم الکلام کی تاریخ اور اس کے عہد بہ عہد کی ترقیان اور تدریجی رفتار، اور ہر دور کے اکابر متکلمین کے مسائل و مجتہدات پر تبصرہ، مدت ہوئی کہ ناپید ہوگئی تھی، اب مطبع معارف نے نہایت عمدہ کاغذ پر اہتمام کے ساتھ چھاپا ہی، قیمت عـ۸ر

"منیجر"

مطبوعات جدیدہ

تاریخ القرآن، مولٰنا حافظ محمد اسلم جیراجپوری، استاذ تاریخ جامعہ ملیہ نے کئی سال ہوئے قرآن مجید کے نزول اور جمع و ترتیب کی تاریخ لکھی تھی، وہ اڈیشن ختم ہوگیا تھا، اب انھون نے اپنی اسی کتاب کو جدید اضافون اور حذف و تہذیب کے بعد دوبارہ شائع کرایا ہی، اس دفعہ انھون نے اول اور آخر مین کئی ابواب بڑھائے ہین، عربی خط، وحی و الہام، قرآن و حدیث کا فرق، نزول قرآن، کفار اور استہزائے قرآن، ترتیب قرآن ربط آیات، حفاظت قرآن، جمع قرآن، مصحفِ عثمان، شیعہ اور قرآن، اختلافات قرأت، اعجاز قرآن، حروف مقطعات، بحث نسخ، دیگر کتب آسمانی، تراجم قرآن، قرآن کا پایۂ علمی، مقبولیت و اشاعت قرآن، مدنیت قرآن اس کتاب کے فصول و ابواب ہین، اور ہر ایک پر مختصر گفتگو کی ہی، پہلے اڈیشن کی طرح اس اڈیشن کے متعلق بھی ہم جناب مؤلف سے عرض کرینگے کہ ہر فصل پر اس سے زیادہ مفصل اور مدلل بحث کی ضرورت ہی، شاید مولٰنا نے اس کے نصاب تعلیم مین داخل ہونے کے خیال سے اختصار کلام کو مناسب سمجھا ہی، کتاب بہرحال اردو مین مفید ہی، اور عام طلبہ کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے، لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ، ۱۲۶ صفحات، قیمت عمر پتہ: شعبہ تالیف جامعہ ملیہ، علی گڈھ،

آیات خلافت، مولوی مفتی محمد حبیب الرحمان صاحب بدایونی نے اس نام سے قرآن مجید کی ان آیتون کی تفسیر لکھی ہی، جن مین خلافت کا ذکر ہی، مقدمہ مین خلافت اسلامیہ کی مختصر تاریخ اور شرائط خلافت وبیعت لکھے ہین، عام مسلمانون کو خلافت کا مفہوم سمجھنے کے لئے یہ رسالہ مفید ہوگا، ۷۵ صفحات، قیمت ۸ر پتہ: دار التصنیف بدایون،

بادل کے بچے، علم کائنات جویہ، یعنی برق و باد و ابر و برف وغیرہ طبعی مسائل کو بچون کے سمجھانے کے لئے افسانہ کی صورت مین ایک انگریزی کی ابتدائی کتاب کا ترجمہ، پروفیسر فیروز الدین صاحب مراد

استاذ طبیعیات مسلم یونیورسٹی نے کیا ہی، اور بادل کے بچے، اس کا نام رکھا ہی، اصل کتاب مین صرف اس قدر ترمیم کیا ہی کہ نام اسلامی اور طرز گفتار ہندوستانی کر دیا ہی جو دہ بابون مین مسائل کی تشریح کی ہی، اسلوب بیان سہل اور بچون کے لیے دلپسند ہی، چھوٹی تقطیع، ۱۰۷ صفحات، قیمت ۲ر مترجم صاحب سے ملیگی،

آزادی ہند، سی، ایف، اینڈریوز کے ایک انگریزی مضمون کا اردو ترجمہ، سہیل نگینوی صاحب رکن دار الترجمہ جامعہ ملیہ علی گڈھ نے اس نام سے کیا ہی، جس مین بتایا گیا ہی کہ ہندوستان کی قومی آزادی کا کیا مفہوم ہی اور وہ کس طرح حاصل ہو سکتی ہی، ۴۰ صفحات قیمت شاید ۴ر، شعبۂ تالیف جامعہ ملیہ علی گڈھ،

ٹریڈ یونین، لاہور مین مزدور پیشہ طبقات کو باقاعدہ منظم کرنے کا خیال چند صاحبون کو ہوا ہی، جن مین پیش پیش جناب غلام نبی خان اور غلام حسین صاحب ایم اے ہین، جو اپنے قلم و دماغ سے اس تحریک کو پھیلانا چاہتے ہین، انقلاب نام ان کا اخبار، رسالہ بھی ہی اور متعدد رسائل بھی انھون نے اس باب مین لکھے ہین، پیش نظر رسالہ مین ہندوستانی مزدورون کو متحد کرنے کی دعوت دی ہی، اور جابجا اپنی انجمنین بنانے کا مشورہ دیا ہی، قیمت ۴ر

جمہور کا سوراج، یہ رسالہ بھی، جناب غلام نبی خان صاحب کی تحریر ہی، اس مین یہ دکھایا ہی کہ مزدوری پیشہ لوگ کیسا سوراج چاہتے ہین، اور ملکی حکومت کا انتظام کیا ہونا چاہئے؛ قیمت ۲ر یہ دونون رسالے "اصلاح بک ڈپو" لاہور سے ملینگے،

جامعہ، جامعۂ ملیہ اسلامیہ علی گڈھ کے طلبہ کا ماہوار رسالہ ہی، ابھی صرف پہلا نمبر نکلا ہی، اس کو دیکھکر امید ہوتی ہی کہ یہ اردو رسائل کی صف مین اچھی جگہ حاصل کر لیگا، لیکن ہم کو یہ مشورہ دینا ہی کہ جامعہ کے رسالہ کو نہ صرف کیف ما اتفق چند مضامین نظم و نثر کا مجموعہ ہونا چاہئے بلکہ کسی خاص مطمح نظر اور نصب العین کو پیش نظر رکھکر اس کے مطابق اور اسی معیار کے ساتھ رسالہ کو چلانا چاہئے، ناظرین سے درخواست ہی کہ وہ طلبائے جامعہ کی اس علمی جد و جہد کی قدر کرینگے، ۵۶ صفحات ۲۰×۲۶ تقطیع، قیمت للعہ سالانہ، شعبۂ تصنیف جامعۂ ملیہ علی گڈھ

مجلد یازدہم	ماہ شعبان ۱۳۴۱ھ مطابق ماہ اپریل ۱۹۲۳ء	عدد چہارم

مضامین